﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد13 | جمعۃ المبارک 24/مارچ 2006ء | 24/صفر1427ہجری قمری ❁ 24/امان 1385 ہجری شمسی | شمارہ 12

جمعہ کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور جمعوں میں آنے کے حساب سے بیٹھے ہوں گے یعنی پہلا ، دوسرا، تیسرا، پھرانہوں نے کہا چوتھا اور چوتھا بھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے کے لحاظ سے کوئی دُور نہیں۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ما جاء فی التہجیر الی الجمعۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جب دل میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس میں ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوت پیدا ہوجاتی ہے۔

آج ہمارے مخالف ہرطرح کی کوشش ہمارے نابود کرنے کی کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہوسکے اور انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ جس قدر مخالفت اس سلسلہ کی انہوں نے کی اسی قدر ناکامی اور نامرادی ان کے شامل حال رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو بڑھایا ہے

”خوب یاد رکھو کہ کبھی رُوحانیت صعود نہیں کرتی جب تک دل پاک نہ ہو۔ جب دل میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس میں ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوت پیدا ہوجاتی ہے۔ پھر اس کے لئے ہرقسم کے سامان مہیا ہوجاتے ہیں اور وہ ترقی کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو دیکھو کہ بالکل اکیلے تھے اور اس بیکسی کی حالت میں دعویٰ کرتے ہیں۔ ﴿یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا﴾ (الأعراف: 159)۔ کون اس وقت خیال کرسکتا تھا کہ یہ دعویٰ ایسے بے یار و مددگار شخص کا بارآور ہوگا۔ پھر ساتھ ہی اس قدر مشکلات آپ کو پیش آئے کہ ہمیں تو ان کا ہزارواں حصہ بھی نہیں آئے۔ وہ زمانہ تو ایسا زمانہ تھا کہ سکھا شاہی سے بھی بدتر تھا۔ اب تو گورنمنٹ کی طرف سے پورا امن اور آزادی ہے۔ اُس وقت ایک چالاک آدمی ہرقسم کی منصوبہ بازی سے جو کچھ بھی چاہتا دُکھ پہنچاتا۔ مگر مکّہ جیسی جگہ میں اور پھر عربوں جیسی وحشیانہ زندگی رکھنے والی قوم میں آپؐ نے وہ ترقی کی جس کی نظیر دُنیا کی تاریخ پیش نہیں کرسکتی۔

اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتا ہے کہ خود ان کی مذہبی تعلیم اور عقائد کے خلاف انہیں سنایا کہ یہ لات اور عزّیٰ جن کو تم اپنا معبود قرار دیتے ہو یہ سب پلید اور حطبِ جہنم ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کون سی بات عربوں کی ضدی قوم کو جوش دلانے والی ہوسکتی تھی۔ لیکن انہیں عربوں میں آنحضرت ﷺ نے نشوونما پایا اور ترقی کی۔ انہیں میں سے حضرت ابوبکر ؓ جیسے بھی نکل آئے۔ اس سے ہمیں امید ہوتی ہے کہ انہیں مخالفوں سے وہ لوگ بھی نکلیں گے جو خدا تعالیٰ کی مرضی پورا کرنے والے اور پاک دل ہوں گے اور یہ جماعت جو اس وقت تک تیار ہوئی ہے آخر انہیں میں سے آئی ہے۔

کئی دفعہ میر صاحب (حضرت میر ناصر نواب صاحب ؓ مراد ہیں۔ مرتب) نے ذکر کیا کہ دِلّی سے کوئی امید نہیں رکھنی چاہئے مگر میرے دل میں یہی آتا ہے کہ یہ بات درست نہیں۔ دِلّی میں بھی بعض پاک دل ضرور چھپے ہوئے ہوں گے جو آخر اس طرف آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہمارا تعلق دِلّی سے کیا ہے یہ بھی خالی از حکمت نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کبھی ناامید نہیں ہوسکتے۔ آخر خود میر صاحب بھی دِلّی ہی کے ہیں۔ غرض یہ کوئی ناامید کرنے والی بات نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کا پاک اور کامل نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ مکّہ والوں نے کیسی مخالفت کی اور پھر اسی مکّہ میں سے وہ لوگ نکلے جو دنیا کی اصلاح کرنے والے ٹھہرے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ابوبکر ؓ انہیں میں سے تھے۔ وہ ابوبکر ؓ جن کی بابت آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر کی قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بات سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔ پھر حضرت عمر ؓ انہیں مکہ والوں میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ بڑے بھاری مخالف تھے یہاں تک کہ ایک مرتبہ مشورہ قتل میں بھی شریک اور قتل کے لئے مقرر ہوئے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے ان کو وہ جوش اظہارِ اسلام کا دیا کہ غیر قومیں بھی ان کی تعریفیں کرتی ہیں اور ان کا نام عزّت سے لیتی ہیں۔ غرض ہم کو وہ مشکلات پیش نہیں آئے جو آنحضرت ﷺ کو پیش آئے۔ باوجود اس کے آنحضرت ﷺ فوت نہیں ہوئے جب تک پورے کامیاب نہیں ہوگئے۔ اور آپؐ نے ﴿اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا﴾ (النصر:۲تا۳) کا نظارہ دیکھ نہیں لیا۔

آج ہمارے مخالف بھی ہرطرح کی کوشش ہمارے نابود کرنے کی کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہوسکے اور انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ جس قدر مخالفت اس سلسلہ کی انہوں نے کی اسی قدر ناکامی اور نامرادی ان کے شامل حال رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو بڑھایا ہے۔ یہ تو خیال کرتے اور رائے لگاتے ہیں کہ یہ شخص مرجاوے گا اور جماعت متفرق ہوجاوے گی۔ یہ فرقہ بھی دوسرے فرقہ برہموؤں وغیرہ کی طرح ہے کہ جن میں کوئی کشش نہیں ہے اس لئے اس کے ساتھ ہی اس کا خاتمہ ہوجاوے گا۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے خود ارادہ فرمایا ہے کہ اس سلسلہ کو قائم کرے اور اُسے ترقی دے۔ کیا آنحضرت ﷺ، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرقے نہ تھے۔ اس وقت ان کے مخالف بھی یہی سمجھتے ہوں گے کہ بس اب ان کا خاتمہ ہے لیکن خدا تعالیٰ نے اُن کو کیسا نشوونما دیا اور پھیلایا۔ ان کو سوچنا چاہئے کہ اگر کوئی فرقہ تھوڑی سی ترقی کرکے رُک جاتا ہے تو کیا ایسے فرقوں کی نظیر موجود نہیں جو عالم پر محیط ہوجاتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے ارادوں پر نظر کرکے حکم کرنا چاہئے۔ جو لوگ رہ گئے اور ان کی ترقی رُک گئی ان کی نسبت ہم یہی کہیں گے کہ وہ اس کی نظر میں مقبول نہ تھے۔ وہ اس کی نہیں بلکہ اپنی پرستش چاہتے تھے۔ مگر مَیں ایسے لوگوں کو نظیر میں پیش کرتا ہوں جو اپنے وجود سے جل جاویں اور اللہ تعالیٰ ہی کی عظمت اور جلال کے خواہشمند ہوں، اس کی راہ میں ہر دکھ اور موت کے اختیار کرنے کو آمادہ ہوں۔ پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ کردے؟ کون ہے جو اپنے گھر کو خود تباہ کردے؟ اُن کا سلسلہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ ہوتا ہے اس لئے وہ خود اسے ترقی دیتا ہے اور اس کے نشوونما کا باعث ٹھہرتا ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں ہوئے ہیں۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ان میں سے کون تباہ ہوا؟ ایک بھی نہیں۔ اور پھر آنحضرت ﷺ کو مجموعی طور پر دیکھ لو کیونکہ آپؐ جامع کمالات تھے۔ ساری قوم آپؐ کی دشمن ہوگئی اور اس نے قتل کے منصوبے کئے۔ مگر آپؐ کی اللہ تعالیٰ نے وہ تائید کی جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ ایک دفعہ اوائل دعوت میں آنحضرت ﷺ نے ساری قوم کو بلایا۔ ابوجہل وغیرہ سب ان میں شامل تھے۔ اہل مجمع نے سمجھا تھا کہ یہ مجمع بھی کسی دنیوی مشورہ کے لئے ہوگا۔ لیکن جب ان کو اللہ تعالیٰ کے آنے والے عذاب سے ڈرایا گیا تو ابوجہل بول اٹھا تَبًّا لَکَ أَھٰذَا جَمَعْتَنَا۔ غرض باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ صادق اور امین سمجھتے تھے مگر اس موقعہ پر انہوں نے خطرناک مخالفت کی اور ایک آگ مخالفت کی بھڑک اٹھی۔ لیکن آخر آپؐ کامیاب ہوگئے اور آپؐ کے مخالف سب نیست و نابود ہوگئے“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 376-379 جدید ایڈیشن)

اَلْحَذَرْ اے دشمنِ دیں!

(جماعت احمدیہ مُسلِمہ سے متعلق روزنامہ جنگ لندن 2/مارچ 2006ء میں شائع شدہ ایک جھوٹی، بے بنیاد اور شرانگیز خبر کے رپورٹر کے نام جس نے احمدیوں پر ایک گھناؤنا الزام لگایا ہے کہ احمدیوں کا کہنا ہے کہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اسلامی احکامات تبدیل کر دئے ہیں اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ان کا عہد ختم ہو چکا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِک)

اَلْحَذَرْ اے دشمنِ دیں یوں نہ بے پر کی اُڑا
یاد کیا تجھ کو نہیں قرآن کا یہ فیصلہ
پھل نہیں آتا کبھی مکر و ریا کے پیڑ میں
قسمتِ کذّاب میں ہے لَعْنَۃُ اللّٰہ ہی سدا

بے سر و پا تیرے قصّے داستاں ہے من گھڑت
کوئی نسبت ہی نہیں عشقِ محمدؐ سے تجھے
کیا ہے ناموس رسالت ؟ کیا ہیں ایمان و وفا ؟
آشنائی تک نہیں ہے ان کی ابجد سے تجھے

فی سبیل اللہ فساد اب مطمعٔ اہلِ نظر
ہر طرف ظلم و تعّصب ، اہتمامِ کبر و شر
دین مُلاّ کچھ بھی ہو اسلام لیکن وہ نہیں
"شور کیسا ہے ترے کوچے میں لے جلدی خبر"

ہم نے تو اُس نور سے اپنا جلایا ہے چراغ
بادۂ امن و محبت سے بھرے جس نے ایاغ
حریّت کو دی زباں جس نے مقام عدل سے
دامن تقدیس پر جس کے نہیں ہے کوئی داغ

نور جو لعل و گہر میں تھا نہ بحر و بر میں تھا
وادی و کہسار میں صحرا میں نہ ساگر میں تھا
ہاں وہی نورِ محمدؐ جو سرِ عرشِ بریں
تھا اگر موجود تو بس سینۂ داور میں تھا

امن و خیر و آشتی کا جو رہا پیغام بر
آج وہ مظلوم ہے اُس پر ہر اک الزام ہے
آپ جیسوں کے سبب سے اس کی یہ حالت ہوئی
تختۂ مشقِ ستم جب دیکھئے اسلام ہے

کارِ لا حاصل ہے سب اس جھوٹ کے بیوپار میں
صرف ہے جنس زیاں اس کم نظر بازار میں
متّقی کو واسطہ ایسی تجارت سے نہیں
باخدا انساں بنا پائے نہ جو کردار میں

ڈھل رہی ہے بدرِ کامل میں اگر شاخِ ہلال
آئینِ فطرت سے کرتا کیوں نہیں کوئی سوال؟
قتل گاہوں سے قفس تک جن کے افسانے بنیں
کارگاہِ عشق میں آتا ہے اُن پر ہی کمال

جو نیا فتنہ اٹھا اُس نے ہمیں مہمیز دی
فضل یزداں سے ہوا تسخیر ہر مُلکِ دجل
ایک سے ہم اَن گنت ہوتے گئے بڑھتے گئے
رہ گئے سر پیٹ کر دشمن بہ ایں فکر و عمل

تُو رہا ناداں! سدا اغیار سے شکوہ کناں
اور قرآں ہے ترے کردار سے شکوہ کناں
ہو امامِ وقت کی پہچان بھی جس پر گراں
ہم نہیں ایسے کسی بیمار سے شکوہ کناں

بھیجتا ہے کاذبوں پر جب خدا بھی لعنتیں
ہم بھی کہتے ہیں کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنتیں
اَلْحَذَر کہ صادقوں پر آنچ تک آتی نہیں
حاصلِ غوغائے کاذب لعنتیں ہی لعنتیں

(جمیل الرحمن۔ہالینڈ)

مجلس خدام الاحمدیہ گیمبیا کے
بائیسویں سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع مورخہ ۳۰/دسمبر تا یکم/جنوری ۲۰۰۶ کو طاہر احمدیہ سکینڈری سکول مانسا کونکو میں بخیر وخوبی امنعقد ہوا۔ اجتماع جمعہ کے ساتھ شروع ہوا۔ خطبہ جمعہ میں خاکسار نے نماز کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ جمعہ کے بعد مہمان خصوصی کمشنر ایل۔ آر۔ ڈی۔ جناب لینڈنگ مانع نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ کا گیمبیا کی تاریخ میں گہرا کردار ہے۔ جماعت نے پہلی دفعہ اس ملک میں اسلام کی صحیح تعلیم سے آگاہ کیا اور آج بھی یہ کارِ خیر جاری ہے۔ محترم کمشنر صاحب نے ملکی ترقی میں جماعت کے کردار کو سراہتے ہوئے بتایا کہ اس وقت جماعت احمدیہ کے سکولز، کالجز، ہسپتال اور آئی ٹی سنٹرز بے انتہا خدمات بجا لا رہے ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کا معاشرے پر گہرا اثر ہے۔ انہوں نے نوجوانوں کے اجتماع کو خوش آئند قرار دیا۔

امیر صاحب گیمبیا محترم بابا۔ ایف تراولے صاحب نے خدام سے خطاب کرتے ہوئے انہیں سیرت رسولؐ سے سبق حاصل کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ معاشرے سے کرپشن صرف احمدیت کی بدولت دور ہو سکتی ہے۔

خلافت کی اہمیت و برکات کے موضوع پر تقریر میں خدام کو بتایا کہ خلافت ہی ہماری ترقی کا راز ہے۔ اس لئے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ خدام کو حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں بار بار خط لکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

اجتماع میں دوسرے مقررین نے بھی مختلف موضوعات پر تقاریر کیں جن میں نظام وصیت، شرک سے اجتناب اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسے موضوعات شامل تھے۔ اجتماع کے تینوں دن خدام نے نماز تہجد باجماعت ادا کی۔ مختلف موضوعات پر قرآن مجید، حدیث نبوی اور ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر درس سنے۔ سوال و جواب کے پروگرامز میں گرمجوشی سے حصہ لیا۔ خدام نے مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں بھی حصہ لیا۔

اس اجتماع کی خاص بات گنی بساؤ کے وفد کی شمولیت تھی۔ یہ وفد اپنی بس پر لوائے احمدیت لہراتے ہوئے آئے۔ یاد رہے کہ گنی بساؤ میں کچھ عرصہ سے حالات خراب ہیں اس کے باوجود ان کی طرف سے یہ شمولیت بڑی خوش آئند تھی۔

اجتماع کا اختتام اجتماعی دعا کے ساتھ ہوا اور یوں روحانی ماحول میں تین دن گزار کر یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

اجتماع کی کل حاضری پانچ صد سے زیادہ تھی۔ ملکی اخبارات نے اجتماع کی خبر کو بھرپور کوریج دی۔

مذہبی رواداری اور سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(فضیل عیاض احمد شاھد۔ ربوہ)

مذاہب عالم کی تاریخ میں یہ امر بے حد کربناک اور قلوب انسانی پر افسردگی طاری کرنے والا ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والوں نے نہ صرف یہ کہ باہم مذہب کی تعبیر کرتے ہوئے پیدا ہونے والے اختلافات کے نتیجے میں ایک دوسرے پر ظلم کئے بلکہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں پر ایسے تشدد کئے جن کو سوچ کر بھی جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

سپینش انکویزیشن (Spanish Inquisition) نے جسے 1478ء میں پاپائے روم کی ایماء اور منظوری سے قائم کیا گیا تھا مظالم کی وہ مثالیں قائم کیں جس پر چرچ آج بھی شرمندہ ہے اور تاریخ میں Tomás de Torquemada (توماس۔دے۔تورقے مادا) جیسے بدنام انکویزیٹر کو جنم دیا جس کی بربریت کی داستانیں عیسائی مذہب کی تاریخ کا ایک تاریک حصہ ہیں۔

پندرھویں صدی عیسوی میں جب عیسائی فرقے Protestant کا آغاز ہوا اور اس کے ماننے والوں نے پھیلنا شروع کیا خصوصاً اٹلی میں تو پوپ Jhon III نے جناب Carafa Cardinal (کارڈینل کارافا) کی سربراہی میں انکویزیشن قائم کی جو ایک عرصے تک قائم رہی اور نہ صرف پروٹسٹنٹ قبول کرنے والوں کو بلکہ ایسی سائنسی تحقیقات پیش کرنے والوں کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا گیا جن کی تحقیقات بائبل سے مطابقت نہ رکھتی تھی۔ رومن انکویزیشن 1542 تک صرف اٹلی کی حدود میں رہی جب کارڈینل کرافا Pope Paul IV بنا تو اس کا دائرہ وسیع ہو گیا اور اس کی تحقیقات اور ظلم سے بشپ اور کارڈینل بھی محفوظ نہ رہے۔

(انسائیکلو پیڈیا انکارٹا مائکرو سوفٹ کارپوریشن زیر لفظ Inquisition)

انکویزیشن کا یہ عمل یورپ کے ان تمام ملکوں میں جاری رہا جو آج مذہبی آزادی کے علمبردار ہیں اور جہاں آج دوسرے مذاہب والے، مذہب، رنگ، نسل اور تہذیب و ثقافت کے اختلاف کے باوجود جذب ہوتے چلے جارہے ہیں۔

مذہبی رواداری اور آزادی کا جو درس ہمیں آج یورپ کی جامعات اور اس کی تہذیب دے رہی ہے وہ درس عرب کے وحشت خیز معاشرے میں پیدا ہونے والے داعیِ امن اَلنَّبِیّ الْاُمِّی نے پہلے دن سے ہی دے دیا اور ظلم و جبر کے خلاف وہ آواز اٹھائی کہ اس معاشرے کو بدل کر رکھ دیا۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری حج پر اعلان فرمایا کہ: ''اے لوگو تمہارا ربّ ایک ہے۔ تم ایک ہی باپ کی نسل ہو۔ اس لئے تم میں چھوٹے بڑے کی تقسیم قابل قبول نہیں۔ نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ سیاہ کو سفید پر نہ سفید کو سیاہ پر کوئی فضیلت حاصل ہے۔ صرف تقویٰ اور ذاتی قابلیت ہی وجہ فضیلت ہوگی اور دین حق کے اقتدار میں رنگ و نسل کا کوئی امتیاز نہ ہوگا''۔ (خطبہ حجۃ الوداع)

آیئے سیرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے اس سارے عمل کا جائزہ لیں۔

۞......سن 4 ہجری میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (سینٹ کیتھرائن متصل کوہ سینا کے) راہبوں اور تمام عیسائیوں کو ایک امان نامہ دیا۔ یہ ایک طویل امان نامہ ہے اور مذہبی رواداری کی اعلیٰ مثال ہے۔ اس امان نامے کو مختلف عیسائی مورخین نے بھی نقل کیا ہے چنانچہ کتاب Patrologia Orientalus جلد 13 صفحہ 600 تا 618 پر بھی یہ امان نامہ منقول ہے۔

(بحوالہ سیاسی وثیقہ جات اردو ترجمہ الوثائق السیاسیۃ مؤلفہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدرآبادی مترجم مولانا یحی امام خان نوشہروی شائع کردہ مجلس ترقی ادب ۲۔ نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور طبع اول 1960 ناشر کریم احمد خان معتمد مجلس ترقی ادب مطبع زرین آرٹ پریس 61 ریلوے روڈ لاہور)

سینٹ کیتھرائن کے راہبوں اور عیسائیوں کے لئے امان نامہ

اس کی عبارت کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

''امان نامہ من جانب محمد بن عبدالمطلب جملہ بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کردہ رسول جو بشیر اور نذیر اور احکام خداوندی کے ابلاغ میں امین ہے''۔

پھر لکھوایا: ''بنام سید بن حارث بن کعب، اور ان کی ملت نصرانیہ آبادکاران مشرق و مغرب، نزدیک و دور، عرب نژاد اور عجمی، مشہور و گمنام سب کے لئے!

یہ تحریر نصاریٰ کے لئے رسولؐ اللہ کی طرف سے معمول کے طریق پر ایسے امان نامہ کی صورت میں ہے جس میں انصاف اور معاہدین کی حفاظت کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔ مسلمانوں میں جو شخص اس امان نامہ کی پاسداری ملحوظ رکھے وہ اسلام کا نگہبان اور اسلام کی خوبیوں سے بہرہ مند ہونے کا مستحق ہے۔ اور جو مسلمان اس امان نامہ کو نظرانداز کر کے ان دفعات پر عمل نہ کرے یا ان کی مخالفت کا مرتکب ہو اور میرے احکام کا پابند نہ رہے وہ خدا سے کئے ہوئے میثاق سے پھرنے والا ہے اور اس کی پناہ سے فراری اور لعنت کا مستوجب ہے بادشاہ ہو یا رعایا۔ اس بنا پر مَیں نے انہیں اپنے خدا کی طرف سے امان دینے کے ساتھ جملہ انبیاء و اصفیا اور دنیا کے مومنین و مسلمین اولین و آخرین ہر ایک کی طرف سے پناہ دی۔ اس بارے میں وہ میثاق سامنے رکھنا ضروری ہے جو خدا نے بنی اسرائیل کو اطاعت و ایفائے عہد اور اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔''

اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ کی حفاظت کی ذمہ داری ان کے معابد اور زیارت گاہوں کی حفاظت کی ضمانت دی ہے اور فرمایا:

'' ان کے گرجے، عبادت خانے، خانقاہیں اور مسافر خانے خواہ وہ پہاڑوں میں ہوں یا کھلے میدان میں یا تیرہ و تار غاروں کے اندر ہوں یا آبادیوں میں گھرے ہوئے ہوں یا وادیوں کے دامن اور ریگستان میں ان سب کی حفاظت میرے ذمہ ہے''۔

پھر فرمایا:

'' ان معاہدین اور ان کے ہم مشرب گروہ کے عقائد و رسوم مذہب کے تحفظ میں میری ذمہ داری ہے''

پھر فرمایا: ''یہ لوگ خشکی اور بحری شرق و غرب کے کسی حصہ میں کیوں نہ ہوں ان کے لئے میرے ساتھ مسلمانوں کا ہر فرد اس امان نامہ کا پابند ہے۔

پھر فرمایا: '' ان کے پادری، راہب اور سیاح جن مناصب پر ہیں انہیں معزول نہ کروں گا''

پھر فرمایا: '' ان کی عبادت گاہوں میں بھی مداخلت نہ کروں گا''۔

پھر فرمایا: '' نہ انہیں مساجد میں تبدیل کروں گا''۔

پھر فرمایا: '' نہ انہیں مہمان سرائے کے طور پر استعمال کروں گا''۔

پھر فرمایا: '' کسی ذِمی (غیر مسلم شہری جو مسلم حکومت کی ذمہ داری میں ہے) کو مسلمانوں کی حمایت میں جنگ کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ وہ ہمارے پناہ گزیں ہیں اور اپنی امان کا عوض ادا کرتے ہیں۔ جنگ کے موقعہ پر ان سے گھوڑے اور اسلحہ بھی نہ لئے جائیں۔ اگر از خود امداد کرنا چاہیں تو اس حالت میں وہ قابل مدح اور تشکر کے حقدار ہیں۔''

پھر فرمایا: '' کسی نصرانی کو مسلمان ہونے پر اکراہ نہ کیا جائے''۔

پھر فرمایا: '' ان کی عورتیں جن سے عقد حلال ہے مسلمان انہیں زبردستی نکاح میں نہ لائیں۔ ان کی طرف سے انکار کی حالت میں ایسا ارادہ ان کو تکلیف پہنچانا ہے نکاح تو خوشی سے ہونا چاہئے۔''

پھر فرمایا: '' جس مسلمان کے گھر میں نصرانی عورت ہو اسے اپنے مذہبی شعائر ادا کرنے کی اجازت ہونا چاہئے۔ وہ عورت جب چاہے اپنے علماء سے مسئلہ دریافت کرسکتی ہے۔ جو شخص اپنی نصرانی بیوی کو اس کے مذہبی شعائر ادا کرنے سے منع کرے وہ خدا اور رسول کی طرف سے ان کو دیئے گئے میثاق کا مخالف اور عند اللہ کاذب ہے۔''

پھر فرمایا: '' اگر وہ اپنی عبادت گاہوں اور خانقاہوں یا قومی عمارتوں کی مرمت کرنا چاہیں اور مسلمانوں سے مالی اور اخلاقی امداد کے طلبگار ہوں تو ان کی اعانت کرنا چاہئے یہ اعانت ان پر قرض اور احسان نہ ہوگی بلکہ اس میثاق کی تقویت ہوگی جو رسول اللہ نے ازراہ احسان و کرم ان پر کیا ہے۔''

اس میثاق پر 32 افراد کے بطور گواہان دستخط ہیں جس میں خلفاء راشدین کے علاوہ کبار صحابہ کے دستخط ہیں اور یہ معاہدہ معاویہ بن ابوسفیان نے تحریر کیا۔ اسی معاہدہ کی تجدید حضرت ابوبکرؓ نے فرمائی اور پھر حضرت عمرؓ نے بھی اس کی تجدید کی۔

(بحوالہ سیاسی وثیقہ جات اردو ترجمہ الوثائق السیاسیۃ مؤلفہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدرآبادی مترجم مولانا یحی امام خان نوشہروی شائع کردہ مجلس ترقی ادب ۲۔ نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور طبع اول 1960 ناشر کریم احمد خان معتمد مجلس ترقی ادب مطبع زرین آرٹ پریس 61 ریلوے روڈ لاہور)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہبی رواداری کی جن عظیم الشان تعلیمات کو بنی نوع انسان کے سامنے پیش کیا یہ امان نامہ اس کی ایک نادر مثال ہے۔ کیا آج کے دور میں کسی مذہبی ریاست یا رہنما یا لیڈر کی طرف سے ایسے کسی امان نامے کی مثال دی جاسکتی ہے اور جس کا نفاذ آج بھی ہو اور آج بھی اس کا اسی طرح احترام کیا جائے۔

مذہبی رواداری کی جو تعلیمات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیں بعد میں آنے والے شارحین دین نے بادشاہوں کی سیاسی مصلحتوں کی خاطر اور ان کے نظریات کے مطابق مذہب کی تعبیر کرتے ہوئے غیر مسلموں کو کمتر درجہ کا شہری بنانے کے لئے وہ تعلیمات پیش کر دیں جو آج تک خدا کا خوف رکھنے والے مسلمان علماء کے لئے وبال جان بنی ہوئی ہیں۔ جب کے اس کے برعکس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا رویہ مذہبی رواداری کے تعلق میں کیا تھا؟ آیئے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خوبصورت واقعہ دیکھتے ہیں۔

لیا ظلم کا عفو سے انتقام

۞...... بعثت نبوی کے بعد کی بات ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کی غرض سے حرم کعبہ میں جایا کرتے تھے۔ اور قریش مکہ ان کو ہر طرح کی ایذاء دینا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ سجدہ میں سر رکھتے تو اوپر پتھر رکھ دیتے، کبھی ایسی بھی بدبختی کی گئی کہ عقبہ بن ابی معیط کہیں سے اونٹنی کی بچہ دانی لے آیا اور جب آپ سجدہ میں گئے تو سر پر رکھ دی۔ انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ عبادت کی غرض سے کعبہ گئے اور کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہ سے کعبہ کی چابیاں طلب کیں۔ اس نے کمال تکبر سے آپ کی اس استدعا کو ٹھکرا دیا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ'' عثمان! ایک دن آئے گا کہ یہ کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ اس پر عثمان بن طلحہ نے جھنجلا کر کہا: '' کیا اس دن قریش کے تمام مرد ذلیل و برباد ہو چکے ہوں گے؟''۔

فتح مکہ کے روز سب سے پہلے آپؐ کعبہ میں تشریف لے گئے اور اسی عثمان کو آپ نے طلب فرمایا۔ عثمان لرزاں و ترساں حضور کے سامنے بت بنا کھڑا تھا اور اسے اپنے وہ الفاظ یاد آ رہے تھے جو اس نے حضور سے کہے تھے لیکن میرے آقا و مولا نے کمال شفقت اور مہربانی سے فرمایا: عثمان آج انتقام لینے اور غصہ نکالنے کا دن نہیں بلکہ نیکی اور اسلامی اخلاق قائم کرنے کا دن ہے۔ جاؤ تمہیں معافی دی جاتی ہے۔ نہ صرف معافی بلکہ کعبہ کی چابیاں بھی تیرے حوالے کی جاتی ہیں اور یہ چابیاں جو تم سے چھینے گا وہ ظالم ہوگا''۔

(اسلام اور غیر مسلم رعایا مؤلفہ ملک سیف الرحمن مرحوم)

یہ تھے اس فاتح کے اخلاق عالیہ اور مذہبی رواداری کہ جس پر ظلم پر ظلم کئے گئے۔ اس نے ہر ظلم کا انتقام لیا لیکن تیر اور تلوار سے نہیں بلکہ عفو و درگزر سے۔

۞...... ایک اور واقعہ پیش خدمت ہے جس سے آپ کے اس دلی جذبے کا پتہ چلتا ہے جو غیر مذاہب والوں اور اپنے مخالفین بلکہ جانی دشمنوں کے لئے آپ کے دل میں موجزن تھا۔

قبائل یمامہ کا ایک سردار ثمامہ بن اثال تھا اس نے کئی اسلامی مہمات کو سخت نقصان پہنچایا تھا۔ وہ گرفتار ہو کر آیا تو حضور نے اس کو مسجد نبوی میں ایک ستون کے ساتھ بندھوا دیا۔ مقصد یہ تھا کہ وہ مسجد میں مسلمانوں کی

آمد و رفت کو دیکھے اور ان کے عقائد اور اعمال پر اسے غور کرنے کا موقعہ مل جائے۔ جب بھی حضور اس کے پاس سے گزرتے تو فرماتے سنائیے ثمامہ کیا حال ہے اور تم کیا چاہتے ہو؟ وہ جواب دیتا اگر آپ مجھے معاف کر دیں تو آپ کا احسان یاد رکھوں گا اور آپ مجھے کبھی ناشکر گزار نہیں پائیں گے۔ اور اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو میں اس کا مستحق ہوں۔ اگر مالی معاوضہ چاہیئے تو جو آپ فرمائیں گے مَیں ادا کر دوں گا۔ تین دن تک آپ نے اسے اسی حالت میں رکھا اور تینوں دنوں اس سے دریافت کرتے رہے۔ تین دن کے بعد آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ اب وہ اپنے گھر جا سکتا ہے۔

ثمامہ رہائی پانے کے بعد سیدھا ایک تالاب میں جا کر نہایا اور واپس آ کر عرض گزار ہوا ''خدا کی قسم اس سے پہلے روئے زمین پر سب سے زیادہ آپؐ مجھے برے لگتے تھے۔ لیکن آپ کے اخلاق کریمانہ اور حسن معاشرت دیکھ کر اب ساری زمین پر آپؐ سے زیادہ مجھے کوئی پیارا نہیں۔ خدا کی قسم سب سے زیادہ مجھے آپ کا مذہب ناپسند تھا لیکن اب مجھے اس سے زیادہ پیارا مذہب کوئی نظر نہیں آتا۔ خدا کی قسم آپ کا شہر مجھے سخت ناپسند تھا اب اس جیسا پیارا شہر میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی نہیں اب میں مسلمان ہوتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔

اس کے بعد ثمامہ مکہ میں عمرہ کے لئے گئے۔ اہل مکہ نے کہا اے ثمامہ! سنا ہے تو بددین ہو گیا ہے اس لئے ہم تجھے قتل کرتے ہیں۔ ثمامہ نے کہا کہ مَیں بددین نہیں ہوا بلکہ سب سے بہتر دین محمد ﷺ کے دین میں داخل ہو گیا ہوں۔ خدا کی قسم تمہارے لئے سارا غلّہ یمامہ سے آتا ہے اگر تم نے مجھے تنگ کیا تو تمہیں وہاں سے گندم کا ایک دانہ بھی نہ مل سکے گا۔ اس پر قریش ڈر گئے لیکن پھر بھی اس کو کافی تنگ کیا۔ جب ثمامہ بن اثالؓ واپس یمامہ پہنچا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ خبردار اہل مکہ کو گندم کا ایک دانہ بھی نہ پہنچے۔ اہل مکہ اس گرفت سے بہت تنگ ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ ''جب تک آپ مکہ میں رہے ہم نے بارہا آپ کی زبان سے صلہ رحمی ضروری چیز ہے۔ لیکن آپ کے رفقاء میں سے ثمامہ نے غضب کر دیا اس نے اپنی ذیل سے ہمارے لئے گیہوں کی برآمد روک لی ہے جس سے ہم بے حد تکلیف میں ہیں۔ اگر آپ ثمامہ کو لکھ سکیں کہ یہ پابندی دور کر لے تو آپ کی عنایت ہوگی''۔

اس پر آپؐ نے ثمامہ کو لکھا کہ ''میری قوم قریش سے غلّہ کی برآمدگی میں پابندی ہٹالو''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے لکھا کہ ''اہل مکہ کے ساتھ حسبِ دستورِ سابق خرید و فروخت جاری رکھو اور ان کا غلّہ بند نہ کرو۔ کیونکہ دشمن کو بھوکا مارنا اچھی بات نہیں''۔ (بحوالہ اسلام اور غیر مسلم رعایا مؤلفہ ملک سیف الرحمن مرحوم)

آج کی دنیا میں محض Mass Destruction کے ہتھیاروں کی تیاری کے خوف کے پراپیگنڈے کے نتیجے میں قوموں پر UNO کی طرف سے Sanctions کا خوف دلایا جاتا ہے، پابندیوں کی دھمکی دی جاتی ہے، اور قوموں کو محض ایک شخص کے پکڑنے کے لئے خاک و خون میں ملا دیا جاتا ہے۔ لیکن عرب کے اس بادیہ نشین عربی نبیؐ کے اخلاق اور مذہبی رواداری کا نظارہ تو دیکھئے کہ ایک ایسی قوم کو اناج کی فروخت ایک شخص بند کر دیتا ہے جس نے اس نبی پر ہر ظلم روا رکھا ہوتا ہے، اس حد تک کہ تین سال تک اس کو ایک تنگ گھاٹی میں محصور کئے رکھا جہاں بچے دودھ کے لئے بلکتے رہے، کھانے پینے کی اشیاء پر پابندی لگا دی گئی۔ گویا مکمل سوشل بائیکاٹ کی کیفیت پیدا کر دی گئی۔ اور جب وہ قوم اس نبی کے اخلاق کو دیکھ کر اس سے فریاد کرتی ہے تو وہ یہ نہیں کہتا واہ ثمامہ تم نے بہت اچھا کام کیا۔ اس نے کہا تو صرف یہ کہا کہ ''دشمن کو بھوکا مارنا اچھی بات نہیں''

❁......ایک دفعہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے جو آپ کی خدمت میں بھنے ہوئے گوشت کا تحفہ پیش کیا آپ نے اسے قبول کر لیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں زہر ہے۔ اس پر آپؐ نے اس عورت کو بلوا کر تحقیق کی لیکن اس عورت نے معذرت کی آپ نے اسے معاف فرما دیا۔

مذہبی رواداری کی اس سے بڑی اور کیا مثال ہو سکتی ہے کہ ایک عورت آپ کو جان سے مارنے کی کوشش کرتی ہے، غیر مسلم ہے، سازش کا امکان بھی ہے لیکن آپ اسے اس معذرت پر معاف کر دیتے ہیں۔

آپ کے اس حلم اور رواداری کو دیکھ کر غیر مسلم بھی بسا اوقات فائدہ اٹھاتے تھے۔

❁......ایک مرتبہ ایک غیر مسلم آنحضرت ﷺ کے ہاں مہمان ہوا آپ نے پہلے ایک بکری کا دودھ پیش کیا پھر دوسری بکری کا لیکن وہ سیر نہ ہوا۔ یکے بعد دیگرے سات بکریوں کا دودھ وہ پی گیا۔ آپ اس حرص پر مسکرائے۔ تو لیکن اس کو کچھ نہ کہا۔ (''اسلام اور غیر مسلم رعایا'' مؤلفہ ملک سیف الرحمن مرحوم)

❁......مذہبی اختلاف آپ کو اس بات پر آمادہ نہیں کرتا تھا کہ آپ کسی غیر مسلم کا دیا ہوا تحفہ قبول نہ کریں۔ آپ ہمیشہ ان کی دلداری کی خاطر ان کی طرف سے دئے گئے تحائف بھی قبول فرما لیتے۔ بنی نضیر کے یہود سے مخرق نامی ایک یہودی نے مرتے وقت اپنے سات باغات آپ کے نام ہبہ کر دئے جو حضور نے قبول فرمائے۔ (بحوالہ اسلام اور غیر مسلم رعایا مؤلفہ ملک سیف الرحمن مرحوم)

❁...... مذہبی اختلافات کی بنیاد پر بعض اوقات جنازوں تک کو روک دیا جاتا ہے۔ پاکستان میں تشدد پسند مذہبی علماء نے دفن ہونے والے احمدیوں کی قبریں تک اکھڑوا دیں اور اس حد تک فساد پیدا کیا کہ امن عامہ کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اور بعض جگہوں پر سرکاری انتظامیہ کو مداخلت کرنا پڑی۔ اور احمدیوں کو الگ قبرستان الاٹ کرنے پڑے۔ لیکن آیئے دیکھیں کہ میرے آقا و مولا فداہ ابی و امی و روحی و جنانی کے خلق عظیم کیا تھے۔

حضرت ابن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے کسی نے کہا کہ یہ تو یہاں کے ایک باشندے یعنی کافر کا جنازہ تھا۔ اس پر انہوں نے جواب دیا تو کیا ہوا؟

اسی طرح ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے پاس سے بھی ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے کہا یہ تو یہودی کا جنازہ تھا آپ نے فرمایا کیا یہودی انسان نہیں ہوتے۔

اظہار عقیدہ و رائے کی آزادی

مذہبی رواداری اور عدم تشدد کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے کے دلائل کو سنا جائے اور نہ صرف سنا جائے بلکہ اس کے دلائل اگر عادلانہ اور منصفانہ بیان پر قائم ہوں تو ان کو قبول بھی کر لیا جائے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جس معاشرے کا تصور پیش کیا اس میں آزادی رائے اور مذہب کو اولین اہمیت حاصل ہے۔ اور مذہبی بنیاد پر جبر و تشدد کا کوئی تصور موجود نہیں۔

اپنی پیش کردہ تعلیم کی بنا پر مذہبی عدم تشدد کا دعویٰ اگر کوئی مذہب کر سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف وہ دین ہے جو محمد عربی ﷺ سے منسوب ہے۔ کسی دوسرے مذہب کو یہ فخر حاصل نہیں کہ اس کی اصولی تعلیمات میں جبر سے دوری کی تعلیم بنیادی اصولوں کی صورت میں موجود ہو۔

غیر مسلموں کا اعتراف حقیقت

سیدنا حضرت محمد عربی ﷺ کے پیش کردہ ان اصولوں میں سے بعض کو مَیں پہلے پیش کر چکا ہوں اور اس کا اقرار اپنوں کو تو ہے ہی لیکن کہتے ہیں کہ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے، غیروں نے بھی حضرت محمد ﷺ کی سیرت اور تعلیمات کے اس پہلو کو نہ صرف سراہا بلکہ اس پر نہایت خوبصورت انداز میں لکھا بھی۔

❁...... چنانچہ معروف مصنف Godfrey Higgins لکھتا ہے:

" Nothing is so common as to hear the Christian priests abuse the religion of Mohammad for its bigotry and intolerance.Wonderful assurance and hypocrisy!

Who was it that expelled the moriscoes from spain because they would not turn christians? Who was that murdered the millions of Mexico and Peru,and gave them all away as slaves because they were not Christians? What a contrast have the Mohammadans exhibited in Greece! For many centuries the Christians have been permitted to live in the peacable possession of their properties , their religion, their priests, bishops,patriarchs and chuches........"

(Godfrey Higgins, as cited in Apology for Mohammed, Edited by Mirza Abul Fazl with introduction,Criticle notes appendices and chapter on Islam Lahore,pp 123-124)

ترجمہ: اس بات سے زیادہ عام طور پر کوئی بات سننے میں نہیں آتی کہ عیسائی پادری محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو اس کے تعصب اور غیر رواداری کی وجہ سے گالیاں دیتے ہیں عجیب یقین دہانی اور منافقت ہے یہ! کون تھا جس نے سپین سے ان مسلمانوں کو جو عیسائی ہو چکے تھے بھگایا تھا کیونکہ وہ سچے عیسائی نہ تھے؟ اور کون تھا جس نے میکسیکو اور پیرو میں لاکھوں لوگوں کو تہہ تیغ کر دیا تھا اور ان کو غلام بنا لیا تھا کیونکہ وہ عیسائی نہ تھے۔ اور کیا ہی عمدہ اور مختلف نمونہ تھا جو مسلمانوں نے یونان میں دکھایا۔ صدیوں تک عیسائیوں کو ان کے مذہب، ان کے پادریوں، لاٹ پادریوں اور راہبوں اور ان کے گرجا گھروں کو اپنی جاگیر پر امن طور سے رہنے دیا۔

❁......پھر وہ مزید لکھتا ہے کہ:

" In all the history of Caliphs, there can not be shewn anything half so infamous as the inquisition,not a single instance of an individual burnt for his religious opinions, nor do i believe put to death in time of peace simply not embracing the religion of islam...."

(ibid pp 125-128)

ترجمہ: خلفاء اسلام کی تمام تر تاریخ میں انکویزیشن جیسی بدنام چیز سے نصف سے کم بھی بدنام چیز ہمیں نہیں ملتی۔ کوئی ایک واقعہ بھی کسی کو مذہبی اختلاف کی بنا پر جلا دینے یا یا کسی کو محض اس وجہ سے موت کی سزا دینے کا نہیں ہوا کہ وہ مذہب اسلام کو قبول کیوں نہیں کرتا۔

آنحضرتؐ کی جنگیں مدافعانہ تھیں

آنحضور ﷺ نے جو جنگیں اضطراری کیفیت میں کفار مکہ یا عرب کے بعض قبائل کے ساتھ لڑیں وہ محض دفاع کے لئے تھیں۔ وہ کسی جنگی جنون کا نتیجہ نہیں تھیں نہ ہی اسلحہ کی دوڑ میں شامل ہونے والوں کی جنگیں تھیں۔ ان جنگوں میں دی جانے والی ہدایات کو سامنے رکھ لیا جائے تو یوں لگتا ہے کہ جنگ نہیں ہے بلکہ امن کے قیام کی ایک عظیم الشان جدوجہد ہے۔ آنحضور ﷺ اور ان کے مذہب میں دین کو پھیلانے کے لئے قتال ایک دینی فریضے کے طور پر کبھی بھی فرض نہیں کیا گیا۔ بلکہ جہاد اور قتال میں دین نے ایک فرق رکھا ہے اور تلوار کے ساتھ جہاد کو صرف اس صورت میں جائز قرار دیا ہے کہ جب ان کے مقابل تلوار اٹھالی جائے لیکن اگر دشمن تلوار نیام میں کر لے اور صلح کی طرح ڈال دے تو اس سے جنگ کی اجازت نہیں۔

❁......ایک معروف سکالر Ruth Cranston نے عیسائی کہلانے والی حکومتوں کی موجودہ جنگوں اور گزشتہ جنگوں کا محمد عربی ﷺ کی جنگوں سے موازنہ کرتے ہوئے اپنی کتاب World Faiths میں لکھا ہے کہ:

"Mohammad never instigated fighting and blood shed. Every battel he fought was in rebuttel. He fought in order to survive---and he fought with the weapons and in fashion of his time.

Certainly no christian nation of 140,000,000 people who to day dispatched 120,000 helpless civillians with a single bomb can look askance at a leader. who at his worst killed as bare five or six hundred.Slaying of the Prophet of Arabia in a benighted blood-thirsty age of the 7th century look positvely puerile compared with our own in this "advanced" enlightened twentieth.Not to mention the mass slaughter by the Christians during the Inquisition and the Crusades---when Christians warriors, proudly recorded, they "waded ankle-deep in the gore of the Moslem infidels"

(Ruth Cranston, World Faiths, New York, 1949,p155)

ترجمہ: محمد عربی ﷺ نے کبھی بھی جنگ یا خونریزی کا آغاز نہیں کیا۔ ہر جنگ جو انہوں نے لڑی مدافعانہ تھی۔ وہ اگر لڑے تو اپنی بقا کو برقرار رکھنے کے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جہاد کو منسوخ کرنے، اسلامی احکامات کو تبدیل کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپؐ کے عہد کے خاتمہ کا الزام سراسر تہمت اور نہایت گھناؤنا الزام ہے۔

ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے لاکھوں کروڑوں حصے زیادہ ہے جو ہم پر اس قسم کے اتہام اور الزام لگاتے ہیں

ڈنمارک کے اخبار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مبنی کارٹونوں کی اشاعت کے حوالہ سے روزنامہ جنگ میں جماعت احمدیہ کے خلاف سراسر جھوٹی اور خلاف حقیقت خبر کی اشاعت محض شرارت اور شرانگیزی ہے۔

ایسی جھوٹی خبر پھیلانے والے کے متعلق مَیں یہی کہتا ہوں کہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ اب ان بدفطرتوں کو عبرت کا نشان بنادے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 3/مارچ 2006ء بمطابق 3/امان 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

کل لندن سے شائع ہونے والے جنگ اخبار نے ایک ایسی خبر شائع کی ہے جس کا جماعت احمدیہ کے عقائد سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔اور خالصتاً شرارت سے یہ خبر شائع کی گئی ہے۔ نہ صرف عقائد کے خلاف ہے بلکہ جس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کا بھی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے، کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ یہ خبر شائد یہاں کے حوالے سے پاکستان وغیرہ میں بھی چھپی ہوگی، کل نہیں تو آج چھپ گئی ہوگی، کیونکہ یہ اخبار اپنی بِکری بڑھانے کے لئے ایسی خبریں شائع کرنے میں بڑی جلدی کرتے ہیں۔سرکولیشن بڑھانے کے لئے اخلاق سے گری ہوئی حرکتیں کرنے اور جھوٹ کے پلندے شائع کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ان کا جو پاکستان کا ایڈیشن ہے اس کے بارے میں ہم سب کو پتہ ہے، سب کے علم میں ہے کہ آئے دن ہمارے بارہ میں ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہیں، جھوٹ بولتے رہتے ہیں۔

گزشتہ دنوں میں ڈنمارک کے اخبار میں جو لغو اور بیہودہ خاکے بنائے گئے تھے اور پھر دوسری دنیا میں بھی بنائے تھے، ان کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک انتہائی غم و غصے کی لہر پیدا ہوئی ہوئی ہے۔ ہڑتالیں ہو رہی ہیں، جلوس نکالے جا رہے ہیں۔ بہرحال جو بھی غصے کا اظہار ہے، جب اس کو کوئی سنبھالنے والا نہ ہو، اس بہاؤ کو کوئی روکنے والا نہ ہو، اس کو صحیح سمت دینے والا نہ ہو تو پھر اسی طرح ہی ردّعمل ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان جیسا بھی ہو، نمازیں پڑھنے والا ہے یا نہیں، اعمال بجا لانے والا ہے یا نہیں لیکن ناموس رسالت کا سوال آتا ہے تو بڑی غیرت رکھنے والا ہے، مرمٹنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ان حالات میں اس خبر کو شائع کرنا اور پھر کل جمعرات کے دن شائع کرنا جبکہ آج جمعہ کے روز اکثر جگہوں پر پھر جلوس نکالنے اور ہڑتالیں کرنے اور اس طرح کے کے ردّعمل کا پروگرام ہے تو یہ چیز خالصتاً اس لئے کی گئی تھی کہ احمدیوں کے خلاف فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ انتہائی ظالمانہ اور فتنہ پردازی کی کوشش ہے تا کہ اس خبر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کم علم مسلمانوں کو بھڑکا کر احمدیوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا جائے۔ بہرحال یہ ان کی کوششیں ہیں کہ کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے جب احمدیوں کے خلاف لاعلم، کم علم مسلمانوں کو بھڑکایا نہ جائے۔

آپ میں سے کئی لوگوں نے یہ خبر پڑھی ہوگی لیکن چونکہ سب پڑھتے نہیں ہیں اس لئے مَیں یہ خبر پڑھ دیتا ہوں۔

کوپن ہیگن کے حوالے سے یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ان کے رپورٹر ہیں ڈاکٹر جاوید کنول صاحب، وہ کہتے ہیں کہ ''ڈنمارک کے خفیہ ادارے کے ایک ذمہ دار افسر نے اپنا نام اور عہدہ صیغہ راز میں رکھنے کی شرط پر کارٹون ایشو پر گفتگو کرتے ہوئے جنگ اخبار کو بتایا کہ ستمبر 2005ء میں قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ڈنمارک میں ہوا جس میں قادیانیوں کے مرکزی ذمہ داران نے شرکت کی، اس موقع پر قادیانیوں کے ایک وفد نے ایک ڈینش وزیر سے ملاقات کے دوران جہاد کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ وہی اسلام کی حقیقی تعلیمات کے علمبردار ہیں''۔ یہاں تک تو ٹھیک ہے، ہم نے انہیں خاص طور پر تو نہیں بتایا مگر ہمارا دعویٰ یہی ہے کہ جماعت احمدیہ ہی اسلام کی حقیقی تعلیمات کی علمبردار ہے۔

آگے لکھتے ہیں کہ 'ان کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جہاد کو منسوخ قرار دے دیا ہے'۔ٹھیک ہے لیکن شرائط کے ساتھ منسوخ قرار دے دیا ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں کہ 'مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلامی احکامات (نعوذ باللہ) تبدیل کر دیئے ہیں'۔ یہ سراسر اتہام اور الزام ہے۔'اس لئے' (آگے ذرا دیکھیں اس کی شرارت) کہ 'محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ان کا عہد ختم ہو چکا ہے'۔نعوذ باللہ۔

اخبار لکھتا ہے کہ قادیانیوں کی اس یقین دہانی پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار صرف سعودی عرب تک محدود ہیں، 30/ستمبر کو ڈینش اخبار نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے 12 کارٹون شائع کئے جن کا مرکزی نکتہ فلسفہ جہاد پر حملہ کرنا تھا۔اعلیٰ ڈینش افسر نے کہا کہ ہمیں جنوری کے آغاز تک اس بات کا یقین تھا کہ قادیانیوں کا دعویٰ سچا تھا کیونکہ جنوری تک سوائے سعودی عرب کے کسی اسلامی ملک نے ہم سے باقاعدہ احتجاج نہیں کیا تھا۔او آئی سی کی خاموشی ہمارے یقین کو پختہ کر رہی تھی۔اس ذمہ دار افسر نے اس نمائندے کو اس ملاقات کی ویڈیو ٹیپ بھی سنائی۔جس میں ڈینش اردو اور انگریزی زبان میں گفتگو ریکارڈ تھی۔

(روزنامہ جنگ لندن، 02/مارچ 2006ء صفحہ 1و 3)

گویا اس سے باتیں تینوں زبانوں میں ہو رہی تھیں۔جھوٹ کے تو کوئی پاؤں نہیں ہوتے۔ایسی بے بنیاد خبر ہے کہ انتہا ہی نہیں ہے، یہ ڈاکٹر جاوید کنول صاحب شاید جنگ کے کوئی خاص نمائندے ہیں ۔ پہلے تو خیال تھا کہ ڈنمارک میں ہے لیکن اب پتہ لگا ہے کہ یہ صاحب اٹلی میں ہیں اور وہاں سے جنگ کی اور جیو کی نمائندگی کرتے ہیں۔اور قانوناً یہ ویسے بھی جو ابھی تک مجھے پتہ لگا ہے کہ ڈنمارک کے حوالے سے یہ خبر کسی اخبار میں نہیں دے سکتے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ الزام لگایا ہے کہ جماعت کا ستمبر میں جلسہ ہوا۔جماعت احمدیہ کا گزشتہ سال کا جلسہ ستمبر میں تو وہاں ہوا ہی نہیں تھا۔میرے جانے کی وجہ سے سکنڈے نیوین ممالک کا اکٹھا جلسہ ہوا تھا اور وہ سویڈن میں ہوا تھا۔اور ایم ٹی اے پر ساروں نے دیکھا کہ کیا ہم نے باتیں کیں اور کیا نہیں کیں۔

ڈنمارک میں میرے جانے پر ایک ہوٹل میں ایک ریسیپشن (Reception) ہوئی تھی جس میں کچھ اخباری نمائندے، پریس کے نمائندے بھی تھے اور دوسرے پڑھے لکھے دوست بھی اس میں تھے۔

سرکاری افسران بھی تھے، ایک وزیر صاحبہ بھی آئی ہوئی تھیں اور وہاں قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے اسلام کی خوبصورت اور امن پسند تعلیم کا ذکر ہوا تھا۔ اور جو کچھ بھی وہاں کہا گیا تھا وہ صاف تھا، کھلا تھا۔ کوئی چھپ کے بات نہیں ہوئی تھی۔ اور اخباروں نے وہاں شائع بھی کیا تھا بلکہ تھوڑا سا ان کے ٹی وی پروگرام میں بھی آیا تھا۔ اور کوئی علیحدہ ملاقات نہیں تھی اور وہی جو ریسیپشن میں میری تقریر تھی میرے خیال میں ایم ٹی اے نے بھی دکھا دی ہے۔ نہیں دکھائی تو اب دکھا دیں۔

بہرحال یہ ٹھیک ہے کہ شاید وہاں تقریر میں ہی ان لکھنے والے صاحب کی طرح لوگوں کا ذکر ہوا ہو کہ یہ چند لوگ ہیں جو اسلام کو بدنام کرنے والے ہیں ورنہ مسلمان اکثریت اس طرح کے جہاد اور دہشت گردی کو ناپسند کرتی ہے۔ بہرحال ہماری طرف منسوب کر کے بہت بڑا جھوٹ بولا گیا ہے۔ شاید کوئی جھوٹا ترین شخص بھی یہ بات کہتے ہوئے کچھ سوچے کیونکہ آج کل تو ہر چیز ریکارڈ ہوتی ہے۔ اور ان صاحب کے بقول اردو انگریزی اور ڈینش میں ویڈیو ٹیپ بھی موجود ہیں۔ تو اگر سچے ہیں تو یہ ٹیپیں دکھا دیں، ہمیں بھی دکھا دیں۔ پتہ چل جائے گا کہ کون بولنے والے ہیں، کیا ہیں۔

بہرحال اس جھوٹی خبر پھیلانے والے کو پہلی بات تو مَیں یہ ہی کہتا ہوں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے اور لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔ اگر تم سچے ہو تو تم بھی یہی الفاظ دوہرا دو۔ لیکن کبھی بھی نہیں دوہرا سکتے اگر رتی بھر بھی اللہ کا خوف ہوگا۔ ویسے تو ان لوگوں میں خدا کا خوف کم ہی ہے۔ لیکن اگر نہیں بھی دوہراتے تب بھی اس شدت کا جھوٹ بول کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کے نیچے یہ لوگ آ چکے ہیں۔

بہرحال جماعت احمدیہ کے خلاف ایسی مذموم حرکتیں ماضی میں بھی ہوتی رہی ہیں اور مسلسل ہو رہی ہیں۔ اور جب بھی اپنے زعم میں ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ناکامی کا منہ دکھاتا ہے اور جماعت احمدیہ سے اپنے پیار کا وہ اظہار کرتا ہے جو پہلے سے بڑھ کر اس کا فضل لے کر آتا ہے۔

جب سے یہ کارٹون کا فتنہ اٹھا ہے سب سے پہلے جماعت احمدیہ نے یہ بات اٹھائی تھی اور اس اخبار کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ اس کا مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ پھر دسمبر، جنوری میں ہم نے دوبارہ ان اخباروں کو لکھا تھا اور بڑا کھل کر اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا ان دنوں میں مَیں قادیان میں تھا جب ہمارے مبلغ نے وہاں اخبار کو لکھا تھا۔ ہمارے مبلغ کا اخبار میں انٹرویو شائع ہوا تھا۔ تو اس اخبار نے یہ لکھنے کے بعد کہ جماعت احمدیہ کا ردّ عمل اس بارے میں کیا ہے اور یہ لوگ توڑ پھوڑ کی بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنی زندگی میں ڈھال کر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آگے وہ لکھتا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں (امام صاحب کا انٹرویو تھا نا) کہ امام کو ان کارٹونوں سے تکلیف نہیں پہنچی بلکہ ان کا دل کارٹونوں کے زخم سے چُور ہے۔ بلکہ اس تکلیف نے انہیں اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ فوری طور پر ان کارٹونوں کے بارے میں ایک مضمون لکھیں چنانچہ انہوں نے وہ مضمون لکھا اور وہاں ڈنمارک کے اخبار میں شائع ہوا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق ہی ہے جس نے جماعت میں بھی اس محبت کی اس قدر آگ لگا دی ہے کہ یورپ میں عیسائیت سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں آنے والے یورپین باشندے بھی اس عشق و محبت سے سرشار ہیں۔

چنانچہ ڈنمارک کے ہمارے ایک احمدی مسلمان عبدالسلام میڈسن صاحب کا انٹرویو بھی اخبار Venster Bladet نے 16؍فروری 2006ء کو شائع کیا ہے۔ ایک لمبا انٹرویو ہے۔ اس کا کچھ حصہ میں آپ کو سناتا ہوں۔

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ میڈسن صاحب نے مزید کہا کہ ڈنمارک کے وزیراعظم کو مسلمان ممالک کے سفیروں سے بات کرنی چاہئے تھی کیونکہ لوگ ان خاکوں کو دیکھ کر غصہ میں آتے ہیں۔ اگر وزیراعظم نے مسلمان ممالک کے سفیروں سے بات کی ہوتی تو انہیں معلوم ہوتا کہ یہ مسئلہ کس قدر اہم تھا اور اس کے کیا نتائج پیدا ہو سکتے تھے۔ اور یہ جو ردّ عمل سامنے آیا ہے یہ بالکل وہی ہے جو میں ان خاکوں کی اشاعت پر محسوس کر رہا تھا کہ ردّ عمل ہوگا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے لئے زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبے میں مثال ہیں۔ جب ایسی ذات پر توہین آمیز حملہ کیا جائے تو یہ ہر ایک مسلمان کے لئے تکلیف دہ امر ہے۔ اور وہ اس پر دکھ محسوس کرتا ہے۔

عبدالسلام میڈسن صاحب یہ کہتے ہیں کہ یولنڈ پوسٹن جو وہاں کا اخبار تھا اس کو ان خاکوں کی اشاعت سے کیا حاصل ہوا ہے۔ پھر آگے وہ لکھتا ہے کہ میڈسن صاحب کو بھی اس امر کی بہت تکلیف ہوئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے شائع کئے گئے ہیں۔ پھر کہتا ہے کہ میڈسن صاحب نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ کے بارے میں بڑی تفصیل سے ملتا ہے کہ ان کا حلیہ مبارک کیا تھا، کیسا تھا۔ پھر انہوں نے لکھا کہ یہ ایک گندی بچگانہ حرکت ہے۔

پھر انہوں نے لکھا ہے کہ ڈنمارک میں قانون توہین موجود ہے، پہلے میرے خیال میں اس کی ضرورت نہ تھی مگر اب میرے خیال میں فساد کو روکنے کے لئے اس قانون کو اپلائی (Apply) کرنے کی ضرورت ہے تاکہ فساد نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ باقی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تو خدا تعالیٰ کا معاملہ ہے وہ خود ہی اس کی سزا دے گا۔ تو یہ دیکھیں ایک یورپین احمدی مسلمان کا کتنا پکا ایمان ہے۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس گھناؤنی حرکت کرنے پر یہ ہمارے ردّ عمل تھے۔

ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے لاکھوں کروڑوں حصے زیادہ ہے جو ہم پر اس قسم کے اتہام اور الزام لگاتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوبصورت تعلیم کی وجہ سے ہے جس کی تصویر کشی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے۔ جس کو خوبصورت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دکھایا ہے۔ کوئی بھی احمدی کبھی یہ نہیں سوچ سکتا کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں یہ حال تھا کہ حسّان بن ثابتؓ کا یہ شعر پڑھ کر آپؑ کی آنکھیں آنسو بہایا کرتی تھیں۔ وہ شعر یہ ہے کہ ؎

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرٗ
مَنْ شَآءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرٗ

تُو تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو تیرے وفات پا جانے کے بعد اندھی ہوگئی۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے، مجھے تو صرف تیری موت کا خوف تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے تھے کہ کاش یہ شعر مَیں نے کہا ہوتا۔ تو ایسے شخص کے متعلق کہنا کہ نعوذ باللہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتا ہے یا اس کے ماننے والے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مقام دیتے ہیں۔ بہت گھناؤنا الزام ہے۔ ہمیں تو قدم قدم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہونے کے نظارے آپؑ میں دکھائی دیتے ہیں۔ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں۔ ؎

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

تو جو اپنا سب کچھ اس نور پر فدا کر رہا ہو اس کے بارے میں یہ کہنا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اب نہیں رہا اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا مقام زیادہ اونچا ہوگیا ہے اور احمدیوں کے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام آخری نبی ہیں اور پھر یہ کہ ہم نے ان کو یہ کہہ دیا کہ ٹھیک ہے یہ ہمارا عقیدہ ہے آپ آخری نبی ہیں اب ہم اخبار کو کھلی چھٹی دیتے ہیں کہ نعوذ باللہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون بناؤ۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ انتہائی بچگانہ بات ہے کہ ہمارے کہنے پر، صرف اس انتظار میں بیٹھے تھے کہ ہم اجازت دیں اور وہ کارٹون شائع کر دیں جن کی ڈنمارک میں تعداد ہی چند سو ہے۔ خبر لگاتے ہوئے یہ اُردو اخبار کچھ آگے پیچھے بھی غور کر لیا کرے۔

ڈنمارک کی حکومت بیچاری تو شاید اتنی عقل سے عاری نہ ہو لیکن یہ خبر لکھنے والے اور شائع کرنے والے بہرحال عقل سے عاری لگتے ہیں۔ اور سوائے اِن کے دلوں میں فتنے کے کچھ نظر نہیں آتا۔ سوائے مسلمانوں کو انگیخت کرنے کے، بھڑکانے کے کوئی اس خبر کا مقصد نظر نہیں آتا کہ اس نام پر مسلمان جوش میں آ جاتے ہیں۔ اس لئے جن مسلمان ملکوں میں، بنگلہ دیش میں، انڈونیشیا میں یا پاکستان میں احمدیوں کے خلاف فضا ہے وہاں اور فساد پیدا کیا جائے۔ اور کوئی بعید نہیں ہے کہ بعض مفاد پرست عناصر نے اس بہانے ان ملکوں میں یہ تحریک شروع کی ہو کہ حکومتوں کے خلاف تحریک چلائی جائے۔ کیونکہ ہم نے ابھی تک عموماً یہی دیکھا ہے کہ احمدیوں کے خلاف چلی ہوئی تحریک آخر میں حکومتوں کے خلاف اُلٹ جاتی ہے۔ اس لئے ان ملکوں کی حکومتوں کو بھی عقل کرنی چاہئے اور مفاد پرست مُلّاں یا ان عناصر کی چال میں نہیں آنا چاہئے۔

جہاں تک ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا تعلق ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو شعر پڑھے تھے اس سے ہم نے دیکھ لیا، کچھ اندازہ ہو گیا اور ہر احمدی کے دل میں جو مقام ہے وہ ہر احمدی جانتا ہے۔ گزشتہ خطبات میں مَیں اس کا ذکر بھی کر چکا ہوں۔ اس تعلق میں خطبات دے چکا ہوں۔ تکلیف کا اظہار ہم کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ تمام دنیا میں ہماری طرف سے احتجاجی بیان بھی شائع ہوئے ہیں، پریس ریلیز بھی شائع ہوئی ہیں۔ اور یہ سب بیان ہم نے کوئی کسی کو دکھانے کے لئے یا کسی کی خاطر یا مسلمانوں کے خوف یا ڈر کی وجہ سے نہیں دیئے۔ بلکہ یہ ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق توڑ کر ہماری زندگی کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند حوالے میں پڑھوں گا۔ اس سے بات مزید کھولتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے‘‘۔ یعنی کہ اسی ایمان کے ساتھ ہم اس دنیا سے جائیں گے۔ ’’یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعے سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے‘‘۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 169-170)

تو یہ ہے ہمارے ایمان کا حصہ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے۔ تو جس کا یہ ایمان ہو اس کے بارے میں کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اس کے واسطے کے بغیر وہ خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے یا نبوت مل گئی۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے، اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے‘‘۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3 روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 557-558)

یعنی کہ اب جو کچھ بھی ملنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ملنا ہے۔ اور آپؐ پر ہی نبوت کامل ہوتی ہے آپؐ کی تعلیم سے ہی جو اندھیرے ہیں وہ دُور ہوتے ہیں اور روشنی ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب بھی اسی سے ملنا ہے۔ حقیقی نجات بھی اسی سے ملنی ہے اور دل کی گندگیاں اسی سے صاف ہونی ہیں جو تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپؐ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپؑ کے ظہور سے وہ تاریکی نُور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے، آپؐ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جن کی نظیر دنیا کے کسی حصے میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانے میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپؐ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی آداب سکھلائے‘‘۔ جو وحشی قوم تھی اور جانوروں کی طرح زندگی گزارنے والے تھے ان کو انسانی آداب سکھلائے۔

’’یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا‘‘ یعنی جانور کو انسان بنایا ’’اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعے اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔ اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانے کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت پر آپ پر ختم ہو گئے۔ اور چونکہ آپؐ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپؐ کی شریعت صفات جلالیہ و جمالیہ دونوں کی حامل تھی۔ اور آپؐ کے دو نام محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں۔ اور آپؐ کی نبوت عامہ کا کوئی حصہ بخل کا نہیں بلکہ وہ ابتداء سے تمام دنیا کے لئے ہے‘‘۔ (لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 206-207)

یہ ہے جماعت احمدیہ کی تعلیم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان آج تک قائم ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نئی شریعت، نئی کتاب نہ آئے گی، نئے احکام نہ آئیں گے‘‘۔ اور یہ کہتے ہیں کہ نئی شریعت لے آئے اور مرزا غلام احمد کو بالا سمجھتے ہیں۔

’’یہی کتاب اور یہی احکام رہیں گے۔ جو الفاظ میری کتاب میں نبی یا رسول کے میری نسبت پائے جاتے ہیں اس میں ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ کوئی نئی شریعت یا نئے احکام سکھائے جاویں۔ بلکہ منشاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی ضرورت حقہ کے وقت کسی کو مامور کرتا ہے تو ان معنوں سے کہ مکالمات الٰہیہ کا شرف اس کو دیتا ہے‘‘۔ یعنی اس سے بولتا ہے۔ ’’اور غیب کی خبریں اس کو دیتا ہے اس پر نبی کا لفظ بولا جاتا ہے‘‘۔ جس سے بھی زیادہ تر اللہ تعالیٰ بولے گا، کلام کرے گا اس پر نبی کا لفظ بولا جاتا ہے۔ ’’اور وہ مامور نبی کا خطاب پاتا ہے۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ نئی شریعت دیتا ہے یا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نعوذ باللہ منسوخ کرتا ہے‘‘۔ یہ الزام ہم پر لگا رہے ہیں۔ ’’بلکہ جو کچھ اسے ملتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سچی اور کامل اتباع سے ملتا ہے اور بغیر اس کے مل سکتا ہی نہیں‘‘۔ (الحکم 10/جنوری 1904ء صفحہ 2)

پس جب دعویٰ کرنے والا دوٹوک الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ میں سب کچھ اس سے حاصل کر رہا ہوں اور اس کے بغیر کچھ بھی مل نہیں سکتا۔ اور اس کے ماننے والے بھی اس یقین پر قائم ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام صادق ہے تو پھر افتراء اور جھوٹ پر مبنی باتیں سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ مسلمانوں میں بے چینی پیدا کی جائے۔ اور ایسے لوگ ہمیشہ سے کرتے آ رہے ہیں۔ فتنہ پیدا کرنے کے علاوہ یہ شیطانی قوتوں کو (شیطان تو ہر وقت ساتھ لگا ہوا ہے) حسد کی آگ ان کو جلاتی رہتی ہے۔ یہ جماعت کی ترقی دیکھ نہیں سکتے ان کی آنکھوں میں جماعت کی ترقی کھٹکتی ہے۔ اور چاہے یہ جتنی مرضی گھٹیا حرکتیں کر لیں پہلے بھی یہ کرتے آئے ہیں اور آئندہ بھی شاید کرتے رہیں گے اس قسم کے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے، شیطان نے تو قائم رہنا ہے یہ ترقی ان کی گھٹیا حرکتوں سے رکنے والی نہیں ہے۔ انشاء اللہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ:

’’وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا‘‘۔ نہ زمینی چیز میں تھا اور نہ آسمان میں تھا۔ ’’صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں‘‘۔ ان ماننے والوں کو جتنا جتنا کسی کا ایمان تھا اس کے مطابق دیا گیا۔ ’’اور امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی اور جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے‘‘۔ کہ تمام جو انسان کے حصے ہیں عقل ہے، علم ہے اور دوسرے حواس ہیں ان کی جو اعلیٰ طاقت ہے، اعلیٰ معیار ہے وہ انسان کامل کو ملا۔ ’’اور پھر انسان کامل برطبق آیت ﴿اِنَّ اللّٰـہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا﴾۔ (سورۃ النساء آیت :59)۔ ’’یعنی اس انسان کامل نے اس آیت کے مطابق کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔ ’’اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے‘‘۔

اور فرماتے ہیں کہ: ’’.......... یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی نبی امی، صادق و مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160-162)

پس یہ لوگ جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق سمجھتے ہیں اور ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان سے بالا سمجھتے ہیں۔ یہ بتائیں، ان کے تو مقصد ہی صرف یہ ہیں کہ ذاتی مفاد حاصل کئے جائیں ان کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ یہ اپنے علماء میں سے کسی ایک کے منہ سے بھی اس شان کیا، اس شان کے لاکھویں حصے کے برابر بھی کوئی الفاظ ادا کئے ہوئے دکھا سکیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائے ہیں۔ یہ اس عاشق صادق کے الفاظ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت کے بارے میں جسے تم لوگ جھوٹا کہتے ہو۔ اس شخص کی تو ہر حرکت و سکون اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تھا۔ یہ گہرائی یہ فہم، یہ ادراک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا کبھی کہیں اپنے لٹریچر میں تو دکھاؤ جس

طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اور جماعت کی ہمیشہ یہی تعلیم ہے اور اس پر چلتی ہے کہ ہم قانون کے اندر رہتے ہوئے برداشت کر لیتے ہیں ۔

آپؑ فرمایا کہ: ’’ہمارے مذہب کا خلاصہ یہی ہے۔ مگر جو لوگ ناحق خدا سے بےخوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے‘‘۔

(پیغا م صلح، روحانی خزائن جلد 23صفحہ459)

تو یہ ہے ہماری تعلیم ۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دی ہوئی تعلیم ہے اور یہ ہے ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی بھڑکائی ہوئی آگ اور اس کا صحیح فہم اور ادراک جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیا۔ اس کے بعد بھی یہ کہنا کہ نعوذ باللہ خاکے بنانے کے سلسلے میں اخبار اور حکومت ڈنمارک کو احمدیوں نے Encourage کیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے خاکے شائع کئے۔ تو ان لوگوں پر سوائے اللہ تعالیٰ کی لعنت کے اور کچھ نہیں ڈالا جا سکتا۔

اب دوسری بات یہ ہے کہ جہاد کو منسوخ کر دیا ہے۔ اُس نے پہلی بات یہ لکھی ہے لیکن اہم وہ بات تھی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ نبی نہیں مانتے یا ان کی تعلیم اب منسوخ ہو گئی ہے۔ دوسری بات اس نے جہاد کی منسوخی کی لکھی ہے اس بارے میں مسلمانوں کے اپنے لیڈر گزشتہ دنوں میں جب اُن پر پڑی ہے اور جن طاقتوں کے یہ طفیلی ہیں اور جن سے لے کر کھاتے ہیں انہوں نے جب ان کو دبایا تو انہیں کے کہنے پر یہ بیان دے چکے ہیں کہ یہ جو آج کل جہاد کی تعریف کی جاتی ہے اور یہ کہ بعض مسلمان تنظیمیں آئے دن حرکتیں کرتی رہتی ہیں یہ جہاد نہیں ہے اور اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ اخباروں میں ان لوگوں کے بیان چھپ چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا تو پہلے دن سے ہی یہ مؤقف ہے اور یہ نظریہ ہے اور یہ تعلیم ہے کہ فی زمانہ ان حالات میں جہاد بند ہے اور یہ عین اسلامی تعلیم کے مطابق ہے۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بزرگ صحابہ کی لڑائیاں یا تو اس لئے تھیں کہ کفار کے حملے سے اپنے تئیں بچایا جائے اور یا اس لئے تھیں کہ امن قائم کیا جائے۔ اور جو لوگ تلوار سے دین کو روکنا چاہتے ہیں ان کو تلوار سے پیچھے ہٹایا جائے۔ مگر اب کون مخالفوں میں سے دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے۔ اور مسلمان ہونے والے کو کون روکتا ہے اور مساجد میں بانگ دینے سے کون منع کرتا ہے‘‘۔

یعنی اذان دینے سے کون منع کرتا ہے۔ صرف پاکستان میں احمدیوں کو ہی منع کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم خاموش ہیں، ہم نے تو کوئی شور نہیں مچایا۔ بغیر اذان کے نماز پڑھ لیتے ہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم میں مسیح موعود کی شان میں صاف حدیث موجود ہے کہ یَضَعُ الْحَرْبَ یعنی مسیح موعود لڑائی نہیں کرے گا۔ تو پھر کیسے تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو آپ اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ صحیح بخاری قرآن شریف کے بعد اصح الکتب ہے، اور دوسری طرف صحیح بخاری کے مقابل پر ایسی حدیثوں پر عقیدہ کر بیٹھتے ہیں جو صریح بخاری کی حدیث کی منافی پڑی ہے‘‘۔ (حوالہ)

پس یہ جماعت احمدیہ کا نظریہ ہے اور قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ اور بانگ دہل کھلے طور پر ہم یہ اعلان کرتے ہیں، کہتے ہیں اور کہتے رہے ہیں کہ اب یہ لوگ جو جہاد جہاد کرتے پھر رہے ہیں جس کی آڑ میں سوائے دہشت گردی کے کچھ نہیں ہوتا یہ جہاد نہیں ہے اور سراسر اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔

ابھی کل ہی کراچی میں جو خودکش حملہ ہوا ہے یہی لوگ ہیں جو اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ پھر ایسے حملے میں اپنے ملک کی معصوم جانیں بھی یہ لوگ لے لیتے ہیں۔ یہ غلط حرکتیں کر کے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے انکاری تو یہ لوگ خود ہو رہے ہیں۔ احمدی تو آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا میں پہنچانے کا جہاد کر رہے ہیں۔ کون ہے ان لوگوں میں سے جو اسلام کے پیغام کو اس طرح دنیا کے کونے کونے میں پہنچا رہا ہو۔ ہاں تمہاری اس دہشت گردی اور اسلام کو بدنام کرنے والی جو جہادی کوششیں ہیں ان میں احمدی نہ کبھی پہلے شامل ہوئے ہیں اور نہ آئندہ ہوں گے۔ بہر حال یہ جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کی مذموم کوششیں ہیں، ہوتی رہی ہیں۔

تو اس اخبار کو بھی میں کہتا ہوں، ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وہ ملک نہیں ہے جہاں قانون کی حکمرانی نہ ہو، پاکستان کی طرح کہ اگر مُلّاں کی مرضی ہو گی یا ان کی مرضی ہو گی قانون پہ عملدرآمد ہو جائے گا اور انصاف نہیں ہو گا۔ بہرحال کچھ نہ کچھ حد تک ان لوگوں میں انصاف ہے۔ ہم سارے کوائف اکٹھے کر رہے ہیں، رپورٹس منگوا رہے ہیں۔ یہ خبر دے کر اس افسر کے حوالے سے کہ ڈنمارک کے افسر نے کہا ہے کہ احمدیوں کی یقین دہانی پر کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم منسوخ ہو گئی ہے ہم نے یہ کارٹون شائع کئے تھے گویا ڈنمارک کی حکومت پر بھی اس سے الزام ثابت ہو رہا ہے کہ وہاں کی حکومت بھی اس کام میں ملوث ہے۔ جبکہ وہاں کے وزیر اعظم شور مچا رہے ہیں، کئی دفعہ بیان دے چکے ہیں کہ یہ اخبار کا کام ہے ہم اس کو ناپسند کرتے ہیں لیکن آزادی صحافت کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں سکتے۔ آزادی صحافت کیا چیز ہے، کیا نہیں وہ ایک الگ معاملہ ہے۔ لیکن بہرحال وہ اس چیز سے انکاری ہیں اور یہ اخبار کہہ رہا ہے کہ نہیں حکومت اس میں شامل ہے۔ تو اس خبر کے خلاف تو ڈنمارک کی حکومت بھی کارروائی کا حق رکھتی ہے۔ آج کل جبکہ مسلمان دنیا میں ڈنمارک کے خلاف آگ بھڑکی ہوئی ہے اس اخبار نے ایک من گھڑت خبر شائع کر کے ان کے حوالے سے شائع کی ہے یہ تو مزید اس آگ کو تیل دینے والی بات ہے، ہوا دینے والی بات ہے۔ ہم نے جو ان سے رابطے کئے ہیں ڈنمارک کی اعلیٰ سیکیورٹی ایجنسی کے افسر نے تو صاف لفظوں میں کہہ دیا ہے، تردید کی ہے کہ بالکل کبھی اس طرح نہیں ہوا اور نہ کوئی ہمارے پاس ایسی خبر ہے۔ بہرحال وہ کہتے ہیں ہم مزید تحقیق کریں گے اس سے مزید باتیں کھل جائیں گی۔ پہلے انہوں نے اخبار میں یہ خبر لکھی کہ اس کی وِڈیو ٹیپ ہمارے پاس ہے لیکن ہم نے جو اپنے رابطے کئے تو اب یہ کہنے لگے ہیں کہ نہیں وِڈیو ٹیپ نہیں آڈیو ٹیپ ہے۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جھوٹ کے کوئی پاؤں نہیں ہوتے۔ یہ اپنے بیان بدلتے رہیں گے۔ اور یہی پاکستانی صحافت کا یا اس صحافت کا جس پر پاکستانی اثر ہے، حال ہے۔

لیکن بہرحال میں یہ بتا دوں کہ بات اب یہاں اس طرح ختم نہیں ہو گی۔ ہم پر یہ جو اتنا گھناؤنا الزام لگایا ہے اور ان حالات میں احمدیوں کے خلاف جو سازش کی گئی ہے ہم اس کو جہاں تک یہاں کا قانون ہمیں اجازت دیتا ہے انشاء اللہ انجام تک لے کر جائیں گے تا کہ مسلمانوں کو، کم از کم ان مسلمانوں کو جو شریف فطرت لوگ ہیں، ان نام نہاد پڑھے لکھے لوگوں کے اخلاقی معیار کا پتہ لگ سکے۔ ہم پر تو ہمیشہ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا گھناؤنے الزام لگائے جاتے رہے ہیں لیکن ہم ہمیشہ صبر کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد، اس تعلیم کو سامنے رکھتے رہے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’میں خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت اور ہم جو کچھ ہیں اس حال میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہمارے شامل حال ہو گی کہ ہم صراط مستقیم پر چلیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کریں۔ قرآن شریف کی پاک تعلیم کو اپنا دستور العمل بنا ویں اور ان باتوں کو ہم اپنے عمل اور حال سے ثابت کریں۔ نہ صرف قال سے۔ اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں گے تو یقیناً یاد رکھو کہ ساری دنیا بھی مل کر ہم کو ہلاک کرنا چاہے تو ہم ہلاک نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ خدا ہمارے ساتھ ہو گا‘‘۔ انشاء اللہ

(الحکم 24/ستمبر 1904ء صفحہ نمبر4)

اللہ ہمیں ہمیشہ اس نصیحت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دیتا رہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے اور ان بدفطرتوں کو اب عبرت کا نشان بنائے۔

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام تبرکات کو تاریخی طور پر مستند قرار دینے کے لئے اعلان ھذا کے ذریعہ ایسے احباب جماعت جن کی تحویل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی تبرک ہے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی قائم فرمودہ کمیٹی کو درج ذیل ایڈریس پر اطلاع بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اطلاع آنے پر ان احباب کی خدمت میں ایک فارم بھجوایا جائے گا جسے پُر کر کے وہ کمیٹی کو واپس بھجوائیں گے۔ اس صورت میں کمیٹی ان تبرکات کا اندراج اپنے ریکارڈ میں محفوظ کر سکے گی۔

سیکرٹری تبرکات کمیٹی

دفتر نظارت تعلیم۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

Tel: 00 92 47 6212473

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔

یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

بقیہ: مذہبی رواداری اور سیرت محمد ﷺ از صفحہ نمبر4

لئے۔اور ایسے اسلحہ اور طریق سے لڑے جو اس زمانے کا رواج تھا۔یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ چودہ کروڑ (یاد رہے کہ یہ حوالہ 1949ء میں چھپنے والی ایک کتاب کا ہے) عیسائیوں میں سے جنہوں نے حال ہی میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد انسانوں کو ایک بم سے ہلاک کر دیا ہو کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جو ایک ایسے لیڈر پر شک کی نظر ڈال سکے جس نے اپنی (تمام) جنگوں کے بدترین حالات میں بھی صرف پانچ یا چھ سو افراد کو تہہ تیغ کیا ہو۔عرب کے نبی کے ہاتھوں ساتویں صدی کے تاریکی کے دور میں جب لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہورہے ہوں، ہونے والی ان ہلاکتوں کا آج کی روشن بیسویں صدی کی ہلاکتوں سے مقابلہ کرنا ایک حماقت کے سوا کچھ نہیں۔اس بیان کی تو حاجت ہی نہیں جو قتل انکویزیشن اور صلیبی جنگوں کے زمانے میں ہوئے جب عیسائی جنگجوؤں نے اس بات کو ریکارڈ کیا کہ" وہ ان بے دینوں کی کٹی پھٹی لاشوں کے درمیان ٹخنے ٹخنے خون میں پھر رہے تھے۔"

❁......Bodley نے ان الفاظ میں محمد ﷺ پر مذہبی تشدد کے الزام کا جواب دیا ہے:

Mohammad has no lust or sake of blood shed.......Had he ,however made part of his teaching, he would have been in keeping with the christian ethics of the period and later.

ترجمہ: محمد (ﷺ) کے دل میں خونریزی کی کوئی خواہش یا جستجو نہیں تھی۔تاہم انہوں نے اسے تعلیم کا حصہ بنایا تھا لیکن اس اخلاقی تعلیم کے ساتھ جو اس دور و مابعد کے عیسائیوں میں مروج تھی۔

❁......معروف مسیحی پادری اور تاریخ دان ڈیون پورٹ Davenport لکھتا ہے کہ:

"It may be affirmed with certain truth that if western princes had been lords of Asia instead of the Saracenes and Turks they would not have tolerated Mohammadanism as Mohammadans have tolerated Christianity, since they persecuted with the most relentless cruelty,those of their own faith whom they deemed hetredox."

(Davenport *An Apology for Mohammad and the Koran* p84)

یہ بات یقینی طور پر کامل سچائی کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر مغربی شاہزادے مسلمان مجاہدین اور ترکوں کی جگہ ایشیا کے حکمران ہوگئے ہوتے تو مسلمانوں کے ساتھ اس مذہبی رواداری کا سلوک نہ کرتے جو مسلمانوں نے عیسائیت کے ساتھ کیا۔کیونکہ عیسائیت نے تو اپنے ہم مذہبوں کو نہایت تعصب اور ظلم کے ساتھ تشدد کا نشانہ بنایا جن کے ساتھ ان کے مذہبی اختلاف تھے۔

❁......Ruth Cranston کا بیان ہے کہ:

"Thirteenth hundred before the Atlantic Charter incorporated freedom of religion and freedom of fear,Mohammad made treaties with the Jewish and Christian Tribes he had conquered and gave them freedom of religious worship and local self government."

اٹلانٹک چارٹر جس میں مذہبی آزادی اور خوف سے آزادی کو شامل کیا گیا ہے، سے تیرہ صدیاں پیشتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مفتوح یہودی اور عیسائی قبائل سے ایسے معاہدے کرچکے تھے جس میں انہیں عبادت کرنے کرنے اور اپنی حکومت قائم کرنے کی مکمل آزادی دی گئی تھی۔

ان حوالوں سے ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی پیش کردہ تعلیم میں کس قدر مذہبی رواداری کو دخل تھا کہ غیر بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔

اقتدار اور غلبہ کی حالت میں مفتوحین سے سلوک

کسی بھی رہنما بادشاہ جرنیل کے اصل مزاج اور نظریات کا اظہار اس کے کامل غلبے کے زمانے میں ہوتا ہے۔تاریخ عالم اس بات پر شاہد ہے کہ جب بھی بادشاہوں یا فوجی لیڈروں کو مکمل اختیار حاصل ہوا تو ان سے ایسے بہیمانہ اخلاق کا ظہور ہوا کہ جن کی مثال نہیں ملتی۔اپنی مفتوح قوموں کو موت کی نیند سلا دینا تو عام سی بات تھی، نظریات کے اختلاف پر لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔سپینش انکویزیشن، رومن انکویزیشن اور فرنچ انکویزیشن اس کی ادنی مثالیں ہیں۔برطانیہ میں ایک ملکہ کا سینکڑوں عورتوں کو چرچ کے کہنے پر صرف اس الزام میں جلا دینا کہ ان پر شبہ تھا کہ وہ فسوں کاری کرتی ہیں تاریخ کے صفحات سے ابھی تک محو نہیں ہوا۔

لیکن ہمارے آقا و مولی حضرت محمد ﷺ نے عین اس وقت جب آپ فاتحانہ شان سے اس بستی میں داخل ہوئے جس سے آپ کو نہایت بے سروسامانی کے عالم میں نکلنا پڑا تھا، ہاں وہی بستی جس نے آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے، وہی بستی جس کے رہنے والوں نے آپ پر وہ ستم توڑے تھے کہ اگر وہ پہاڑوں پر توڑے جاتے تو وہ بھی پانی بن کر بہہ جاتے، وہی بستی جس کے رہنے والوں نے آپ کے سر میں راکھ ڈالی، آپ کو عین خانہ کعبہ میں گلا گھونٹ کر مارنے کی کوشش کی، لیکن جب آپ اس بستی میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے تو اس کے رہنے والوں کے دل کانپ رہے تھے، دیکھنے والی آنکھ ان ظلموں کے انتقام کی منتظر تھی، زمین کہہ رہی تھی کہ اس ظلم کا انتقام یوں لیا جائے گا کہ مجھ پر ان کفار کے خون کی ندیاں بہہ نکلیں گی۔لیکن کیا ہوا۔

❁......آیئے اس کو معروف فرانسیسی تاریخ دان سٹینلے لین پول (Staneley lane Pole) کی زبان سے سنئے۔

" اب وقت تھا کہ پیغمبر خونخوارانہ فطرت کا اظہار کرتے، آپ کے قدیم ایذا دہندہ آپ کے قدموں میں آ پڑے ہیں کیا آپ اس وقت اپنے بے رحمانہ طریقے سے ان کو پامال کریں گے؟ سخت عقوبت میں گرفتار کریں گے یا ان سے انتقام لیں گے؟

یہ وقت اس شخص کے اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہونے کا ہے۔ہم ایسے مظالم کے پیش آنے کے متوقع ہیں جن کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوں اور جن کا خیال کر کے ہم پہلے ہی نفرین و ملامت کا شور مچائیں تو بجا ہے۔مگر یہ کیا معاملہ ہے؟ کیا بازاروں میں کوئی خونریزی نہیں ہوئی؟ ہزاروں مقتولوں کی لاشیں کہاں ہیں؟ واقعات سخت بے درد ہوتے ہیں کسی کی رعایت نہیں کرتے۔اور یہ ایک واقعی بات ہے کہ جس دن آنحضرت کو اپنے دشمنوں پر فتح حاصل ہوئی وہی دن آپ کو اپنے نفس پر سب سے زیادہ عالی شان فتح حاصل کرنے کا بھی دن تھا۔قریش نے سالہا سال تک جو کچھ رنج اور صدمے دیئے تھے اور بے رحمانہ تحقیر و تذلیل کی مصیبت آپ پر ڈالی تھی آپ نے کشادہ دلی کے ساتھ ان تمام باتوں سے درگزر کیا اور مکہ کے تمام باشندوں کو ایک عام معافی نامہ دے دیا۔"

(ترجمہ بحوالہ مذہب کے نام پرخون)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اخلاق فاضلہ کسی انسان کے اس وقت بہ پایۂ ثبوت پہنچتے ہیں جب اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوں اور اسی وقت دلوں پر ان کی تاثیریں بھی ہوتی ہیں"......

"غرض خدائے تعالیٰ کا ارادہ انبیاء اور اولیاء کی نسبت یہ ہوتا ہے کہ انکے ہر ایک قسم کے اخلاق ظاہر ہوں اور بہ پایۂ ثبوت پہنچ جائیں۔سو خدا تعالیٰ نے اسی ارادے کو پورا کرنے کی غرض سے ان کی نورانی عمر کو دو حصوں پر منقسم کر دیتا ہے ایک حصہ تنگیوں اور مصیبتوں میں گزرتا ہے اور ہر طرح دکھ دیئے جاتے ہیں اور ستائے جاتے ہیں تا وہ اعلیٰ اخلاق ان کے ظاہر ہوجائیں جو بجز سخت تر مصیبتوں کے ہرگز ظاہر اور ثابت نہیں ہوسکتے اگر ان پر وہ سخت تر مصیبتیں نازل نہ ہوں........."

"دوسرا حصہ انبیاء اور اولیاء کی عمر کا فتح میں، اقبال میں، دولت میں بمرتبۂ کمال ہوتا ہے تا وہ اخلاق ان کے ظاہر ہوجائیں کہ جن کے ظہور کے لئے فتح مند ہونا صاحب اقبال ہونا صاحب دولت ہونا، صاحب اختیار ہونا، صاحب اقتدار ہونا، صاحب طاقت ہونا ضروری ہے۔کیونکہ اپنے دکھ دینے والوں کے گناہ بخشنا اور اپنے ستانے والوں سے درگزر کرنا، اور اپنے دشمنوں سے پیار کرنا، اور اپنے بداندیشوں کی خیرخواہی بجالانا، دولت سے دل نہ لگانا، دولت سے مغرور نہ ہونا، دولتمندی میں امساک اور بخل اختیار نہ کرنا اور کرم اور جود و بخشش کا دروازہ کھولنا اور دولت کو ذریعۂ نفس پروری نہ ٹھہرانا، اور حکومت کو آلۂ ظلم و تعدی نہ بنانا یہ سب اخلاق ایسے ہیں کہ جن کے ثبوت کے لئے صاحب دولت اور صاحب طاقت ہونا شرط ہے"۔

"اور اس بارے میں سب سے اول قدم حضرت خاتم الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ پر کمال وضاحت سے یہ دونوں حالتیں وارد ہوگئیں اور ایسی ترتیب سے آئیں کہ جس سے تمام اخلاق فاضلہ آنحضرت ﷺ کے مثل آفتاب کے روشن ہوگئے اور مضمون ﴿اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ﴾ کا بہ پایۂ ثبوت پہنچ گیا"۔

"حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے مکہ والوں اور دوسرے لوگوں پر بکلی فتح پا کر اور ان کو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر ان کا گناہ بخش دیا اور صرف انہیں چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لئے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہوچکا تھا اور بجزان ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پا کر سب کو ﴿لَا تَثْرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ﴾ کہا۔اور اس عفو تقصیر کی وجہ سے کہ جو مخالفوں کی نظر میں ایک امر محال معلوم ہوتا تھا اور اپنی شرارتوں پر نظر کرنے سے وہ اپنے تئیں اپنے مخالف کے ہاتھ میں دیکھ کر مقتول خیال کرتے تھے ہزاروں انسانوں نے ایک ساعت میں اسلام قبول کر لیا"۔

(براہین احمدیہ جلد دوم پہلی فصل حاشیہ نمبر گیارہ۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 282 تا 287)

یہی ہے مذہبی رواداری کا وہ آفاقی تصور جو اسلام نے اس وقت پیش کیا جب نہ تو کسی Atlantic Treaty کا تصور تھا نہ کسی اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر کا اور نہ ہی Magna Carta کی تریسٹھ شقیں جو Barrons کو تو حقوق دیتی تھیں لیکن دوسروں کے حقوق غصب کرتی تھیں اور نہ ہی روسو کا معاہدہ عمرانی (Social Contract) بلکہ یہ وہ آفاقی تعلیم تھی جو خدائے وحدہ لاشریک نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتاری اور اس وجود باجود نے اس تعلیم کو اپنی ذات میں جاری کر کے یہ دکھا دیا کہ یہی وہ تعلیم ہے جس پر آئندہ بنی نوع انسان کی بقاء موقوف ہے۔

مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سنت نبوی کا احیاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہمارے اصول میں داخل نہیں کہ اختلاف مذہبی کے سبب کسی کے ساتھ بدخلقی کریں اور بدخلقی مناسب بھی نہیں کیونکہ نہایت کار ہمارے نزدیک غیر مذہب والا ایک بیمار کی مانند ہے جس کو صحت روحانی حاصل نہیں۔پس بیمار تو اور بھی قابل رحم ہے جس کے ساتھ بہت خلق اور حلم اور نرمی کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔اگر بیمار کے ساتھ بدخلقی کی جاوے تو اس کی بیماری اور بھی بڑھ جائے گی۔اگر کسی میں کجی اور غلطی ہے تو محبت کے ساتھ سمجھانا چاہئے۔

ہمارے بڑے اصول دو ہیں۔خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق صاف رکھنا اور اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔

(بدر جلد2 نمبر29 صفحہ3، مورخہ 19/ جولائی 1906ء)

❁......پھر فرماتے ہیں:

"اور میں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے۔اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ۔اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہوجاؤ گے کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں۔اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔سو تم جو میرے ساتھ ہو۔ایسے مت ہو۔تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔کیا یہی کہ ہروقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟......خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو آؤ میں تمہیں ایک

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدردنوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو۔ ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اُٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا﴾ (سورۃ الشمس: 10)

یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔

دیکھو مَیں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے۔

"یَضَعُ الْحَرْبَ یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔"

❁......اس کے بعد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام شاہانہ جاہ وجلال کے ساتھ اپنی جماعت کو حکم دیتے ہیں:۔

"سو مَیں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین میں صلح پھیلاویں کہ اس سے اُن کا دین پھیلے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 233-231)

❁......حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے......اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 96-295)

اس دَور میں خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ سے یہ توقع کی جا رہی ہے کہ وہ اس تعلیم کو پھر زندہ کر کے دکھا دے گی اور بنی نوع انسان کو امن، صلح، آشتی، محبت اور پیار کی اس وادی میں لے جائے گی جو امن کے شہزادے، صلح کے پیامی، محبت کے داعی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسائی ہے۔

خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ (آمین)

❁❁❁❁❁❁

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

مجلس احرار کا یوم تاسیس اور کتاب زندگی

مولوی عزیز الرحمٰن لدھیانوی اپنے والد کی سوانح میں رقمطراز ہیں:

"1929ء کے کانگرس کے اجلاس میں 29 دسمبر 1929ء کو مولانا آزاد کے مشورہ پر آل انڈیا کانگرس کے اسٹیج پر چودہری افضل حق صاحب کی صدارت میں مجلس احرار کا پہلا جلسہ ہوا۔ مجلس مشاورت میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا سید داؤد غزنوی اور مولانا سید عطاء اللہ بخاری، مولانا مظہر علی صاحب خواجہ عبدالرحمٰن غازی نے باہم مشورہ کر کے مولانا آزاد کے تجویز کردہ نام کے مطابق مجلس احرار اسلام ہند قائم کی اور مولانا سید عطاء اللہ بخاری مجلس احرار کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ کانگرس کی طرف سے عام سول نافرمانی کا آغاز ہو گیا تھا اس لئے سب احرار تنظیم چھوڑ کر کانگرس تحریک میں شامل ہو گئے"۔

("رئیس الاحرار" صفحہ ۱۴۴ مطبوعہ دہلی جنوری 1961ء)

احرار کا نصب العین اور ذلت آمیز شکست

کانگرس کے پلیٹ فارم پر جنم لینے کے بعد مجلس احرار کا نصب العین یہ قرار پایا کہ انگریزوں کے جانے کے بعد مسلمانوں کو کوئی مستقل وطن اپنی تہذیب اور دینی اقدار کے فروغ کے لئے نہ مل جائے دوسرے جماعت احمدیہ جسے خود مفکر احرار چوہدری افضل حق نے تحریک شدھی کے دوران مسلمانوں کی واحد تبلیغی جماعت تسلیم کیا تھا غیر مسلم قرار پائے، مرکز احمدیت قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے اور جماعت احمدیہ کا نام تک صفحۂ ہستی سے معدوم کر دیا جائے۔ جہاں تک مسلمانوں کے مستقل وطن کا تعلق ہے احرار کی انسانیت سوز شورشوں اور مخالفتوں کے باوجود پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔

احراریوں نے اکتوبر 1934ء کی قادیان کانفرنس میں احمدیوں کے خلاف ایجی ٹیشن کا آغاز کیا اور احراری شریعت کے امیر بخاری صاحب نے دعویٰ کیا کہ: "مرزائیت کے مقابلہ کے لئے بہت سے لوگ اٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ یہ میرے ہاتھوں سے تباہ ہو"۔

(سوانح حیات سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ 100 مولفہ خاں کابلی۔ پبلشر ہندوستان کتب خانہ 63 ریلوے روڈ لاہور جون 1940ء)

لیکن احراری خدا تعالیٰ کے پاک سلسلہ کا بال تک بیکا نہ کر سکے حتیٰ کہ شورش کاشمیری کو اعتراف کرنا پڑا کہ:

"حقیقۃً احراری.... بدقسمت تھے۔ ان کی مثال بدقسمت جرمن قوم کی سی ہے کہ جان نثاری کے باوجود ہر معرکہ میں ہاران کا نوشتہ تقدیر رہی ہے... احرار کے لئے تین حادثے سخت ہی جاں گسل ثابت ہوئے۔ پہلی بار شہید گنج کے جھگڑ میں آ گئے اور خواص کے ہاتھوں پٹنا پڑا۔ دوسری دفعہ تحریک پاکستان میں عوام کی شدید ناراضی نے سیاسی طور پر گور کنارے پہنچا دیا۔ تیسری بار قادیانیوں کے مقابلے میں ارباب اختیار کے قہر وغضب کے شکار ہو گئے۔ اوّلاً شہرت کھوئی۔ ثانیاً قیادت۔ ثالثاً جماعت۔ گویا ؎

تھی اس خیال پہ بنیاد آشیانے کی
کہ بجلیوں کو تمنا ہے مسکرانے کی

(سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۱۶۲، ۱۶۳ مولفہ شورش کاشمیری)

قارئین یہ معلوم کر کے حیران ہوں گے کہ ان شرمناک ناکامیوں اور نامرادیوں کے باوجود مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی رسوائے عالم باقیات نے کمال ڈھٹائی کا ثبوت دیتے ہوئے ۲۹ دسمبر ۲۰۰۵ء کو لدھیانہ میں احرار کے یوم تاسیس کا صرف جشن ہی نہیں منایا بلکہ ملت اسلامیہ سے غداریوں پر پردہ ڈالنے کے لئے جالندھر کے اخبار "ہند سماچار" میں اشتہار پر اشتہار دئے کہ مجلس احرار نے عزم وہمت، جرأت واستقامت کے ۷۶ روشن سال مکمل کر لئے ہیں۔ مجلس احرار کی ۷۶ سالہ تاریخ قربانیوں سے عبارت ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی سیاسی عیاشیوں کی تسکین کو "تحفظ ختم نبوت کیمپ" سے موسوم کیا۔ اس ضمن میں انہوں نے اخبار "ہند سماچار" (27/دسمبر 2005ء صفحہ 7) میں احرار کی قبل از تقسیم دہشت گردیوں اور سول نافرمانیوں کا خوب چرچا کیا جس کے بعد بھارت کی کانگرس حکومت سے داد وصول کرنے کے لئے یہ بیان دیا:

"1947ء میں ملک آزاد ہو گیا لیکن احرار کی مخالفت کے باوجود پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو ملک کی آزادی کا ایک حصہ فسادات کی نذر ہو گیا۔ آزادی کی خوشیوں میں ایک بڑا صدمہ احرار لیڈران کو برداشت کرنا پڑا کیونکہ بیشتر احرار لیڈر پنجاب سے تعلق رکھتے تھے۔"

لدھیانوی ملّاؤں کے "احراری جشن" کی خبر پڑھ کر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے یہ اشعار نوک قلم پر آ گئے۔ حضور نے ستمبر ۱۹۳۵ء میں اپنے کلام منظوم میں بتایا ؎

پڑھ چکے احرار سب اپنی کتاب زندگی
ہو گیا پھٹ کر ہوا اُن کا حباب زندگی
فتنہ و فساد و سبّ وشتم و ہزل و ابتذال
اس جماعت کا ہے یہ لب لباب زندگی
لُوٹنے نکلے تھے وہ امن وسکون بیکساں
خود انہی کے لٹ گئے حسن و شباب زندگی
دیکھ لینا اُن کی امیدیں بنیں گی حسرتیں
اک پریشاں خواب نکلے گا یہ خواب زندگی

مفکر احرار کا احراری پارٹی کو "خراج تحسین"

اس نظم کی اشاعت کے کئی سال بعد چوہدری افضل حق مفکر احرار نے اس نام نہاد "محافظ ختم نبوت" پارٹی کو درج ذیل الفاظ میں "خراج تحسین" ادا کیا ہے:

"وہ مذہب اسلام سے بھی بیزار ہیں اس لئے کہ اسکی ساری تاریخ شہنشاہیت اور جاگیرداری کی دردناک کہانی ہے ...اس کے پاس کارل مارکس کے سائینٹیفک سوشلزم کا ہتھیار موجود ہے"

(تاریخ احرار صفحہ ۱۷۶ ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام پاکستان لاہور مارچ ۱۹۶۸ء)

نیز فرماتے ہیں:

"جانوروں کی طرح بے شعور محنت کر کے جینا اور کیڑوں کی طرح مرنا ہماری بے عمل زندگی کا عنوان ہے۔ باسی کڑھی کے ابال کی طرح اٹھتے ہیں اور پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں"۔

(صفحہ 156)

"ہم نے ابھی تخریبی کام سیکھا ہے"

(صفحہ 261)

❁❁❁❁❁❁❁❁

خلافت جوبلی دعائیہ پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدسالہ خلافت جوبلی کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو نوافل، روزوں اور دعاؤں کا پروگرام دیا ہوا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس پروگرام کو پابندی سے جاری رکھیں اور ایک دوسرے کو بھی تلقین کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: دورہ بھارت از صفحہ نمبر 16

کیرالہ (کیرالہ کے بعض احباب نے یہ گھر بطور گیسٹ ہاؤس حاصل کیا ہوا ہے۔ حضور انور اس گھر میں بھی تشریف لے گئے)۔ بیت الدوبئ (دوبئ میں مقیم بعض احباب نے یہ گھر بطور گیسٹ ہاؤس خریدا ہوا ہے۔ حضور انور یہاں بھی تشریف لے گئے)

حضور انور ازراہ شفقت ایک غیر مسلم سکھ دوست مہندر سنگھ باجوہ صاحب کی درخواست پر ان کے گھر بھی تشریف لے گئے۔ تمام گھروں کے وزٹ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں اور فیملی ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

فیملی وانفرادی ملاقاتیں

پونے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس وزٹ کے بعد واپس دارالمسیح اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی وانفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج بھارت کی چار جماعتوں قادیان، ناصر آباد، کرناٹک اور Gohda کی 75 فیمیلیز کے 612 افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور تصاویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے سات بجے تک جاری رہا۔

ممبران لوکل صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد ممبران لوکل صدر انجمن احمدیہ قادیان کی حضور انور ایدہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی جو آٹھ بجے تک جاری رہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف امور کے بارہ میں جائزے لئے اور ممبران کی رہنمائی فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

اس میٹنگ کے بعد سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ نے مسجد مبارک تشریف لاکر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

اخبار میں کوریج

آج اخبار اُمراجالا (جالندھر) نے اپنی 14 جنوری 2006 کی اشاعت میں نور ہسپتال قادیان کی افتتاحی تقریب کی رپورٹ تفصیل کے ساتھ شائع کی اور اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی لی گئی تصویر بھی شائع کی۔

15 جنوری 2006ء بروز اتوار:

صبح چھ بجکر ۲۵ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

قادیان دارالامان سے واپسی کا سفر

آج پروگرام کے مطابق اڑھائی بجے دوپہر قادیان دارالامان سے براستہ امرتسر بذریعہ ٹرین دہلی کے لئے روانگی تھی۔ آج قادیان سے واپسی کا دن تھا۔ قافلے کا سارا سامان بذریعہ سڑک دہلی جانا تھا۔ جس کے لئے ایک سپیشل بس حاصل کی گئی تھی۔ بس کی روانگی کا پروگرام صبح ساڑھے نو بجے تھا۔

صبح سوا نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور اس بس کے اندر تشریف لے گئے جس میں سارا سامان رکھا گیا تھا۔ حضور انور نے جائزہ لیا اور دریافت فرمایا کہ سارا سامان مکمل آ گیا ہے۔

حلقہ مسجد مبارک کے گھروں کا وزٹ

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت حلقہ مسجد مبارک کے درج ذیل گھروں میں تشریف لے گئے۔

محفوظ الرحمٰن صاحب فانی ابن عبید الرحمان صاحب فانی درویش قادیان۔ مبارک احمد کارکن انجمن احمدیہ۔ نعمان احمد ظفر صاحب ابن فضل الرحمٰن صاحب درویش مرحوم۔ ریحان احمد ظفر صاحب۔ فرید احمد امروہی صاحب۔ حفیظ گجراتی صاحب۔ منور شاہد ابن خلیل الرحمٰن صاحب درویش مرحوم۔ طاہر فانی صاحب۔ رفیق امینی صاحب ابن شریف احمد امینی صاحب مرحوم۔ صدیق احمد امینی صاحب مرحوم۔ جمیل احمد امینی صاحب۔ برکت علی صاحب درویش۔ شیخ محمود احمد صاحب استاذ جامعہ احمدیہ۔ انور اقبال چیمہ صاحب کارکن اصلاح و ارشاد۔ طاہر احمد چیمہ صاحب استاذ جامعہ۔ بیوہ منظور احمد صاحب درویش مرحوم۔ مبارک چیمہ صاحب۔ محمد دین صاحب بدر درویش مرحوم۔ منور احمد بدر صاحب ابن محمد دین بدر صاحب درویش مرحوم۔ محمد ابراہیم صاحب درویش مرحوم۔ مبشر احمد بٹ صاحب استاذ جامعہ احمدیہ۔ منور اسلم صاحب ابن یونس احمد اسلم صاحب درویش مرحوم۔ عبدالمومن مالا باری صاحب۔ بدر الدین عامل صاحب درویش۔ نصیر احمد عارف صاحب۔ قاری نواب احمد صاحب استاذ جامعہ احمدیہ۔ محمد سعید انور صاحب مرحوم۔ اسداللہ مہرانی صاحب۔ مظفر احمد ناصر صاحب استاذ جامعہ۔ منصور احمد صاحب استاذ جامعہ۔ کریم الدین صاحب کارکن وقف جدید۔ مظفر احمد پونچھی صاحب کارکن اخبار البدر۔ قمر الدین صاحب مرحوم۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باری باری ان تمام گھروں میں تشریف لے گئے اور ہر گھر میں کچھ دیر کے لئے قیام فرمایا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ اور اہل خانہ نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ آج جہاں ان مکینوں کے چہرے خوشی ومسرت سے معمور تھے ان کے گھر بھی برکتوں سے معمور تھے۔ پیارے آقا کے مبارک قدم ان کے گھروں کی زینت بن چکے تھے۔ ہر کوئی اپنی اس خوش نصیبی پر خوش اور نازاں تھا۔

ان 31 گھروں کے وزٹ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ دارالمسیح تشریف لائے اور اپنے دفتر تشریف لے آئے جہاں مختلف گروپس کی صورت میں درج ذیل جماعتی عہدیداران اور کارکنان نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

1۔ نائب ناظران صدر انجمن احمدیہ قادیان 2۔ کارکنان شعبہ ملاقات 3۔ کارکنان ہومیو پیتھک ٹیم 4۔ کارکنان فضل عمر پریس قادیان 5۔ کارکنان اخبار البدر 6۔ ٹیم حفاظت خاص ربوہ 7۔ کارکنان بیت المال آمد۔

تصاویر کے اس پروگرام کے بعد حضور انور نوافل کی ادائیگی کے لئے بیت الدعا تشریف لے گئے۔ ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک میں تشریف لاکر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ قادیان دارالامان کے موجودہ سفر کی یہ آخری نمازیں تھیں جو حضور انور نے مسجد مبارک میں پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

قادیان سے روانگی

قادیان دارالامان سے روانگی اور اس پیاری بستی سے الوداع ہونے کا وقت قریب آ رہا تھا۔ اڑھائی بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور روانگی سے قبل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر دعا کے لئے بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لمبی اور پرسوز دعا کی۔

قادیان کے سارے احباب مرد وخواتین، بچے بوڑھے حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے احمدیہ گراؤنڈ میں جمع تھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ احمدیہ گراؤنڈ میں تشریف لائے جہاں سارا قادیان جمع تھا۔ الوداع کا یہ منظر بڑا ہی پرسوز تھا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ سبھی ہاتھ حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے بلند تھے۔ بچے، بچیاں، خواتین، مرد سبھی رو رہے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔ نوجوان مسلسل نعرے بلند کر رہے تھے۔ حضور انور اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے اور اس پیاری بستی کے مکینوں کے پاس سے گزرتے ہوئے اس جگہ تشریف لائے جہاں گاڑیوں پر بیٹھ کر امرتسر کے لئے روانگی ہوئی۔

قادیان سے بٹالہ کا فاصلہ 18 کلومیٹر ہے۔ قادیان سے بٹالہ جاتے ہوئے 13 کلومیٹر کے فاصلہ پر سڑک کے کنارے ایک پیپل کا درخت ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے بٹالہ جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے یہاں رُک کر اس درخت کے نیچے آرام فرمایا کرتے تھے۔ اور یہاں پانی وغیرہ پی کر آگے سفر فرماتے تھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ جب لاہور سے بذریعہ ریل بٹالہ پہنچا تو صحابہ کرامؓ بٹالہ سے قادیان 18 کلومیٹر حضورؑ کا جنازہ مبارک اپنے کندھوں پر اٹھا کر لائے۔ راستہ میں اسی درخت کے نیچے کچھ دیر کے لئے رکے۔ جنازہ رکھا۔ اور یہاں نماز فجر ادا کی گئی۔ اس کے بعد پھر قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔

احباب جماعت نے اس درخت کے ساتھ ایک شیڈ بنا دیا ہے اور ساتھ ایک نلکا بھی لگا دیا ہے تا کہ آنے جانے والے مسافر یہاں آرام کر سکیں اور پانی سے استفادہ کر سکیں۔ درخت کے گرد بھی ایک پختہ گول پلیٹ فارم بنا دیا گیا ہے جس پر بیٹھ کر آرام کیا جا سکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان سے روانہ ہونے کے بعد یہاں کچھ دیر کے لئے رکے اور اس جگہ کو دیکھا۔ اس درخت کے ایک طرف سڑک (مین روڈ) ہے اور دوسری طرف کھیت ہیں۔ پھر آگے جا کر آبادی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منتظمین سے فرمایا کہ اگر یہاں یہ کچھ جگہ ہمیں دیتے ہیں تو ہم یہاں ایک سرائے بنا دیں گے۔

قادیان سے امرتسر تک کے اس سفر کے دوران پولیس کی سیکورٹی گاڑیاں قافلہ کے ساتھ تھیں۔ صوبہ پنجاب گورنمنٹ کے وزیر PWD پرتاپ سنگھ باجوہ صاحب بھی حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے امرتسر ریلوے سٹیشن جا رہے تھے۔ موصوف اسی جگہ حضور انور کو آن ملے اور پھر قافلہ میں ساتھ امرتسر گئے۔

چار بج کر پچیس منٹ پر حضور انور امرتسر ریلوے سٹیشن پہنچے اور VIP روم میں تشریف لے گئے۔ وزیر پنجاب گورنمنٹ پرتاپ سنگھ باجوہ صاحب نے حضور انور کے ساتھ VIP روم میں تشریف لے گئے۔ حضور انور نے ان سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی اور ان کو بطور تحفہ شیلڈ عطا فرمائی۔

امرتسر ریلوے سٹیشن پر حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے احباب کی ایک بڑی تعداد جمع تھی۔ لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو اسٹیشن پر امڈ آیا تھا۔ امرتسر کی انتظامیہ کے بعض سرکردہ احباب بھی حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے اسٹیشن پر جمع تھے۔

شام سات بجے گاڑی لدھیانہ ریلوے سٹیشن پر پہنچی جہاں احباب جماعت لدھیانہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے اسٹیشن پر آئے ہوئے تھے۔ حضور انور ازراہ شفقت گاڑی کے دروازہ پر تشریف لائے اور احباب کو شرف زیارت بخشا۔ یہاں تین منٹ قیام کے بعد گاڑی آگے روانہ ہوئی۔

گاڑی میں حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن نے حضور انور کی خدمت میں قادیان اور ہندوستان کے تعلق میں مختلف معاملات پیش کر کے ہدایات حاصل کیں۔

نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گاڑی میں ہی مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اذان دینے کی سعادت ایک خادم عطاء اللہ نصرت صاحب کو ملی۔ سوائے چند ایک سیٹوں کے گاڑی کی ایگزیکٹو کلاس کا یہ ڈبہ جماعت نے ریزرو کروایا ہوا تھا۔ قافلہ کے ممبران کے علاوہ امرتسر سے دہلی تک کے اس سفر میں قادیان سے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان، بی بی امۃ القدوس صاحبہ، ابراہیم منیب صاحب مع اہلیہ امۃ الرؤف صاحبہ و بچے عزیز ھبۃ الاعلیٰ، عزیزہ حفصہ، عزیزم قاصد وعزیزم حاشر، مکرمہ فرحت صاحب اہلیہ محمد احمد ناصر صاحب (نائب افسر حفاظت) مع بیٹا شامل تھے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ناظران میں سے مکرم نسیم خان صاحب ناظر امور عامہ وخارجہ، محمد عارف صاحب ناظر بیت المال خرچ، مولوی جلال الدین صاحب ناظر بیت المال آمد، مولوی برہان احمد ظفر صاحب ناظر نشر واشاعت اور سید تنویر احمد صاحب ناظم وقف جدید شامل تھے۔

علاوہ ازیں صدر صاحب خدام الاحمدیہ بھارت شعیب احمد صاحب اور خدام پر مشتمل ایک سیکورٹی ٹیم بھی اس سفر میں ساتھ شامل تھی۔ صدر انصار اللہ بھارت منیر احمد صاحب خادم ایک روز قبل ہی دہلی پہنچ گئے تھے۔

’’شیتابدی ایکسپریس‘‘ اپنے شیڈول کے مطابق قریباً ساڑھے پانچ گھنٹہ کے سفر کے بعد رات دس بج کر چالیس منٹ پر دہلی ریلوے سٹیشن پر پہنچی۔ جہاں دہلی جماعت کی انتظامیہ نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حکومت کی طرف سے مہیا کی جانے والی پولیس سیکورٹی بھی اسٹیشن پر موجود تھی جو بعد میں اسٹیشن سے دہلی مشن ہاؤس تک ساتھ رہی۔

دہلی ریلوے سٹیشن سے روانہ ہو کر رات ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احمدیہ مشن ہاؤس ’’مسجد بیت الہادی دہلی‘‘ تشریف لائے۔ مشن ہاؤس میں احباب جماعت دہلی کی ایک بڑی تعداد جمع تھی۔ احباب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔

اخبار میں کوریج

آج اخبار ’’امر اجالا‘‘ (جالندھر) اور اخبار دینک جاگرن نے 14 / جنوری کو قادیان میں منعقد ہونے والی پریس کانفرنس کی خبریں شائع کیں۔ دونوں اخبارات نے حضور انور کی تصاویر بھی شائع کیں۔

اخبار ’امر اجالا‘ نے اپنی 15 / جنوری 2006ء کی اشاعت میں مزید لکھا کہ جمعہ کا دن قادیان کے شہر والوں کے لئے عید سے کم نہیں تھا کیونکہ جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد بنا کسی مذہبی تفریق کے مختلف محلوں میں جا کر اپنے چاہنے والوں سے ملے۔ مہندر سنگھ باجوہ اور ان کی بیوی نے بتایا کہ جمعہ کا دن ان کے لئے خوشیوں بھرا ثابت ہوا کیونکہ پچھلے چار دن سے وہ خلیفہ کے درشن کرنا چاہتے تھے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

اُدھر شام لال کے گھر پر بھی خلیفہ کے پہنچنے پر اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا۔

16/جنوری 2006ء بروز سوموار:

صبح سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد ''بیت الہادی۔ دہلی'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

غیاث الدین تغلق کے مقبرہ کا وزٹ

ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے فیملی ممبران اور بچوں کے ساتھ غیاث الدین تغلق کے مقبرہ کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ مقبرہ تغلق آباد سے جانب جنوب اس کے بیٹے محمد تغلق نے بنوایا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غیاث الدین تغلق نے یہ مقبرہ خود بنوایا تھا۔ اس کی قبر کے اوپر پانچ کونوں والا گنبد ہے جس کی دیواریں پتھر کی ہیں۔ اس کو برجوں کے ذریعہ مضبوط کیا گیا ہے۔ یہ ایک قلعہ کی طرح لگتا ہے۔ اس مقبرہ کو تغلق آباد کے قلعہ کے ساتھ ایک سرنگ کے ذریعہ ملایا گیا تھا۔ مقبرہ میں داخل ہونے کا راستہ ایک بلند دیوار کے ذریعہ بنایا گیا ہے جو سرخ پتھر سے بنا ہوا ہے۔ غیاث الدین تغلق کی قبر کے ساتھ دو قبریں ہیں جن کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ ایک اس کی بیوی اور دوسری اس کے بیٹے محمد بن تغلق کی ہے جو اس کا جانشین تھا۔ اس مقبرہ کی تعمیر 1321ء میں ہوئی۔

سیر کے اس پروگرام کے بعد ایک بجے حضور انور واپس تشریف لے آئے۔

سوا ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الہادی دہلی میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

فیملی وانفرادی ملاقاتیں

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی وانفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ پاکستان، بنگلہ دیش اور ماریشس سے آنے والے احباب کے علاوہ ہندوستان کی 18 جماعتوں کیرنگ، بُرلا، چنئی، امروہہ، راجستھان، کالیکٹ، یادری پورہ، کلکتہ، نگری، دیوگھر، چنتہ کنتہ، حیدرآباد، عثمان پور، سرینگر، جے پور، دہلی، گوڑگاؤں اور سنگم زمار سے آنے والی 33 فیملیز کے 217 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔

ملاقاتوں کے بعد ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الہادی دہلی میں تشریف لا کر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

17/جنوری 2006ء بروز منگل:

صبح سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد ''بیت الہادی۔ دہلی'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

آج دہلی سے واپس لندن (UK) روانگی کا دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی احباب جماعت دہلی مشن ہاؤس میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ احباب جماعت مرد و خواتین بچے بوڑھے سبھی جمع تھے۔ ساڑھے دس بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی۔ اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دہلی کے ''اندرا گاندھی انٹرنیشنل ایرپورٹ'' کے لئے روانگی ہوئی۔ سوا گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پولیس کے اسکواڈ میں ائرپورٹ پہنچے اور VIP لاؤنج میں تشریف لے آئے۔

ائرپورٹ پر آنے والے جماعتی عہدیداران نے اپنے ہاتھ ہلا کر حضور انور کو الوداع کہا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان اور فیملی ممبران حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے VIP لاؤنج میں تشریف لائے۔ امیگریشن کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بارہ بج کر دس منٹ پر جہاز پر سوار ہوئے۔ برٹش ائرویز کی پرواز BA 142 اپنے وقت پر ساڑھے بارہ بجے اندرا گاندھی ائرپورٹ دہلی سے لندن کے لئے روانہ ہوئی۔ اور قریباً نو گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد چار بج کر دس منٹ پر حضور انور کا جہاز لندن کے ہیتھرو ائرپورٹ پر اترا۔ جہاز کے دروازہ پر برٹش ائرویز سٹاف کی ایک ممبر نے حضور انور کو Receive کیا۔ امیگریشن کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ائرپورٹ سے باہر تشریف لائے جہاں مکرم امیر صاحب یوکے نے دیگر جماعتی عہدیداروں کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یوکے نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کو خوش آمدید کہا۔

مسجد فضل لندن میں آمد اور استقبال

ائرپورٹ سے روانہ ہو کر سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن پہنچے جہاں احباب کی ایک کثیر تعدا نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور کی آمد سے قبل مرد و خواتین کی ایک بڑی تعداد مسجد فضل لندن کے احاطہ میں جمع ہو چکی تھی۔ بچے اور بچیاں خوبصورت لباس میں ملبوس خیر مقدمی دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ مسجد فضل کے احاطہ کو خوبصورت اور رنگارنگ جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ حضور انور کی آمد پر بچوں نے حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔ حضور ازراہ شفقت ان بچیوں کے پاس تشریف لے گئے جو استقبالیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ اس موقع پر خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ اس استقبالیہ پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں تشریف لا کر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

❀❀❀❀❀❀

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا نیا فون نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number: **020 8875 4321**

Fax Number: 020 8870 5234

بورکینا فاسو
BURKINA FASO

محل وقوع:

مغربی افریقہ کا یہ ملک گھانا کے شمال میں واقع ہے۔ اس کی سرحدیں گھانا، آئیوری کوسٹ، مالی، بنین، نائیجر اور ٹوگو سے ملتی ہیں۔ اس ملک کا قدیم نام جمہوریہ اپر وولٹا تھا۔ 5/اگست 1960ء کو یہ فرانس کے تسلّط سے آزاد ہوا۔ اس کا کل رقبہ 274200 مربع کلومیٹر ہے۔ یہ ملک دیگر ممالک میں گھرا ہوا ہے۔ اسے کوئی سمندر نہیں لگتا۔ کوئی بندرگاہ نہیں۔ لہٰذا ہمسایہ ملکوں کی بندرگاہیں استعمال کرتا ہے۔ ملک کا زیادہ تر حصہ ہموار ہے مگر مغرب اور جنوب مشرق میں پہاڑیوں کا سلسلہ بھی ہے۔

آبادی:

اس ملک کی آبادی ایک کروڑ 32 لاکھ 28 ہزار 460 ہے۔ آبادی کا 80 فیصد حصہ دیہات میں رہتا ہے اور انتہائی غریب ہے۔ زندگی کی ہر طرح کی سہولیات سے محروم ہے۔ بجلی، صاف پانی اور صحت کی بنیادی سہولیات بھی ان کو میسّر نہیں۔

مذہبی اعتبار سے اس ملک میں مسلمان 50%، مشرک 40% اور عیسائی جو زیادہ تر رومن کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں 10% ہیں۔

ذرائع آمد و رفت:

ملک میں سڑکوں کی کل لمبائی 12506 کلومیٹر ہے جس میں سے صرف دو ہزار کلومیٹر لمبی پکی سڑکیں ہیں۔ عمومی طور پر سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ دیہات کے لوگوں کے لئے ٹرانسپورٹ کا کوئی انتظام نہیں۔ دور دراز علاقوں میں تو بعض دفعہ دو تین دن بعد ایک چھکڑا نما ٹرک جاتا ہے۔ عام لوگ 70 یا 100 کلومیٹر تک سائیکلوں یا گدھا گاڑی پر سفر کر لیتے ہیں یا پھر دو دو تین تین دن سڑک کے کنارے پر سواری کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں۔ پکی سڑکوں پر بسیں بھی چلتی ہیں مگر ان کا کرایہ اتنا زیادہ ہے کہ عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہے۔ ملک میں ریل کی پٹڑی صرف 662 کلومیٹر لمبی ہے۔ ہوائی اڈے جن کے ساتھ پختہ رن وے (Runway) بنے ہوئے ہیں صرف دو ہیں۔

ملک کی معیشت:

ملک کی معیشت کا انحصار صرف زراعت پر ہے۔ ملک کے اندر کوئی نہری نظام موجود نہیں۔ فصلیں بارانی ہوتی ہیں اور موسم کے اعتبار سے یہاں بارشیں وسط جون سے شروع ہو کر وسط اکتوبر تک رہتی ہیں اسلئے لوگ اسی موسم میں کاشتکاری کرتے ہیں۔ غربت کی وجہ سے کھانا دن میں ایک بار کھاتے ہیں۔ ان کی بنیادی خوراک گوشت، مکئی اور باجرہ ہے۔ بعض علاقوں میں چاول اور کپاس بھی کاشت کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تِل اور مونگ پھلی کی کاشت بھی ہوتی ہے۔ ملک کی 45% آبادی غربت کی لائن سے نیچے ہے۔

آبادی کا 90% حصہ کاشتکاری کرتا ہے مگر ان کے پاس زراعت کے جدید آلات مثلاً ٹریکٹر اور مشینیں نہیں اس لئے فصلیں ضائع بھی ہو جاتی ہیں۔ لوگ بھیڑ بکریاں وغیرہ پالتے ہیں جو ہمسایہ ممالک میں فروخت کر دی جاتی ہیں۔

معدنیات:

معمولی مقدار میں سونا، چاندی، لوہا، تانبا، نِکل اور ماربل پائے جاتے ہیں۔

نظام حکومت:

ملک پارلیمانی جمہوریہ ہے۔ موجودہ صدر BLAISE COMPAORE ہیں جو 1987ء میں فوجی انقلاب کے ذریعہ ملک پر قابض ہوئے۔ اس کے بعد ملک میں انتخابات بھی ہوئے جس میں بھاری ووٹوں سے وہ صدر منتخب کئے گئے۔ ملک میں نیشنل اسمبلی ہے جو عوام کے ووٹوں سے منتخب کی جاتی ہے۔ اسمبلی کے اراکین کی مدت 5 سال ہے۔ مجموعی طور پر ملک میں امن ہے اور یہ تدریجی طور پر ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

بورکینا فاسو میں سب سے بڑا قبیلہ موسی (Mosi) ہے جو کل آبادی کا 40 % ہے ان کا ایک بادشاہ بھی ہے جس کا وہ بہت احترام کرتے ہیں۔ یہ لوگ سلجھے ہوئے امن پسند واقع ہوئے ہیں۔ عام طور پر ملک کے سبھی باشندے خوش اخلاق اور صُلح جُو ہیں لیکن اب آہستہ آہستہ ملک میں کرپشن پھیل رہی ہے اور ایڈز کا شکار بھی ہو رہے ہیں۔

تعلیم اور صحت: تعلیم اور صحت کے شعبوں میں یہ ملک دیگر ممالک سے بہت پیچھے ہے۔ اب حکومت اسطرف توجہ کر رہی ہے۔ ملک میں دو یونیورسٹیاں ہیں۔ شرح خواندگی 26.6% ہے۔ علاج کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اب چین کی حکومت نے چند ہسپتال بنائے ہیں۔

انڈسٹری: ملک میں کارخانوں کی کمی ہے۔ کپاس بیلنے، چمڑے اور صابن کی چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں ہیں۔ ان کے علاوہ انڈین سیمنٹ فیکٹری ہے اور اسماعیلی فرقہ نے شوگر مل اور پلاسٹک فیکٹری لگا رکھی ہے۔

(رشید احمد چوہدری۔ مرحوم)

❀❀❀❀❀

MOT

Cars: £38 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

جامعہ احمدیہ غانا اور 2005ء

(فہیم احمد خادم۔ مبلغ سلسلہ غانا)

1965ء کی بات ہے کہ اکرا غانا میں مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (مرحوم) وکیل اعلیٰ ووکیل التبشیر کی زیرصدارت مغربی افریقہ کے امراء کی ایک میٹنگ ہوئی۔ اس میں مغربی افریقہ کے لئے ایک جامعہ کھولنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس ادارہ کا مقصد مغربی افریقہ کی تربیتی اور تبلیغی ضرورتوں کو پورا کرنا تھا۔ اس فیصلہ کے نتیجہ میں غانا میں سالٹ پانڈ کے مقام پر جامعہ احمدیہ کا آغاز 21/مئی 1966ء کو ہوا۔ اس کا آغاز 13 طلباء سے ہوا جس میں سے 9 غانین اور 4 نائیجیرین تھے۔

قارئین کرام! اکرافو وہ گاؤں ہے جس نے 1921ء میں احمدیت کا کھلے بازوؤں سے استقبال کیا تھا۔ غانا کے پہلے احمدی چیف مہدی آپا کا تعلق اسی گاؤں سے ہے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ 1988ء میں غانا کے دورہ پر تشریف لائے تو حضور نے اکرافو کی اس تاریخی حیثیت کے باعث فرمایا کہ یہاں ایک ایسی یادگار تعمیر کی جائے جس سے اس جگہ کا نام ہمیشہ زندہ رہے۔ مجلس شوریٰ غانا نے یہاں "جامعہ احمدیہ" کی عمارت تعمیر کرنے کی تجویز دی۔ (دراصل سالٹ پانڈ میں جامعہ کی عمارت اپنی نہ تھی۔ وہ تو عارضی طور پر چند کمروں میں جاری کیا گیا تھا)۔

حضور رحمہ اللہ نے ازراہ شفقت اس امر کی منظوری فرما۔ چنانچہ اکرافو کے نواح میں ایک سرسبز پہاڑی کے اوپر وسیع وعریض اور خوبصورت عمارت اس مقصد کے لئے تعمیر کی گئی۔

6/جنوری 2003ء پہلا دن تھا جب یہ کالج سالٹ پانڈ سے اکرافو کی اس نئی عمارت میں شفٹ ہوا۔ آغاز میں چھ سال کے لئے ایک کلاس لی جاتی تھی اور کورس کی تکمیل کے بعد ایک نیا گروپ لے لیا جاتا تھا۔ مگر اب جولائی 2003ء کو کالج کے بارھویں گروپ نے جامعہ کا کورس پاس کیا تو اس کے ساتھ ہی گروپ سسٹم کا خاتمہ ہوا اور ہر سال نئی کلاس لینے کا فیصلہ ہوا کیونکہ اب وسیع جگہ میسر تھی اور اساتذہ مہیا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جامعہ میں تین کلاسز بیک وقت جاری ہیں۔

یکم مارچ 2005ء کا دن جامعہ احمدیہ غانا کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا کیونکہ اس دن مدرسۃ الحفظ کا آغاز ہوا۔ اب مبلغین کے ساتھ ساتھ قرآنی نور سے منور سینے لئے حفاظ کرام بھی اس جامعہ سے کامیاب ہوکر فارغ ہوا کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز

جامعہ احمدیہ میں گزشتہ سال (2005ء) کیسا رہا۔ روٹین کلاسز کے علاوہ کونسی تقریبات ہوئیں اس کی مختصر رپورٹ ہدیۂ قارئین ہے۔

❁......20/فروری کو یوم مصلح موعودؓ منایا گیا۔ اس کے لئے قریبی سکول "ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول ایسارچر" کے طلباء کو بھی دعوت دی گئی۔ ایک طالبعلم نے "پیشگوئی مصلح موعودؓ" اور مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب نے "حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے" کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر پر مکرم حمید اللہ ظفر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے صدارتی خطاب سے نوازا۔

❁......6/مارچ کو پیشگوئی لیکھرام کے حوالہ سے ایک جلسہ ہوا۔ اس میں خاکسار نے پیشگوئی کی تفصیلات سے آگاہ کیا اور تفصیل سے بتایا کہ کس کمال صفائی کے ساتھ یہ پیشگوئی حرفاً حرفاً پوری ہوئی۔ آخر پر طلباء کو سوالات کا موقع بھی دیا گیا۔

❁......مورخہ 23/مارچ کو یوم مسیح موعودؑ منایا گیا۔ طلباء کو عربی اور اردو نظمیں تیار کروائی گئیں۔ دو طلباء نے "پیشگوئی مسیح موعود کا ظہور" اور "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کا اجمالی خاکہ" کے موضوع پر تقاریر کیں۔ خاکسار نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور مصلح" کے عنوان سے تقریر کی۔ آخر پر مکرم حمید اللہ صاحب ظفر پرنسپل جامعہ احمدیہ غانا نے صدارتی خطاب سے نوازا۔

❁......مورخہ 26/مئی کو جلسہ یوم خلافت ہوا۔ ایک طالبعلم نے "سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ خاکسار کی تقریر کا عنوان "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری لمحات" تھا۔ جامعہ کے ایک غانین استاذ Osofo Abu Bakar Siddique نے بھی تقریر کی جس کا عنوان تھا "خلافت ۔ جماعتی استحکام اور روحانی ترقی کی ضامن ہے"۔ آخر پر طلباء کو خلافت کے حوالہ سے سوالات کا موقع دیا گیا۔

❁......امسال جامعہ احمدیہ اور مدرسۃ الحفظ کے طلباء کو مندرجہ ذیل چار گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ امانت، شجاعت، صداقت، دیانت۔ انہی گروپس کی بنیاد پر علمی مقابلہ جات ہوئے۔ مئی میں مقابلہ تلاوت ہوا۔ جولائی میں مقابلہ اذان اور اگست میں مقابلہ حفظ ادعیۃ القرآن اور کوئز کے مقابلے ہوئے۔ ستمبر میں مقابلہ مضمون نویسی ہوا جس کا عنوان "Islam and Terrorism" تھا۔

❁......ستمبر ہی میں دو دن کے لئے جامعہ کی کھیلیں ہوئیں۔ انفرادی کھیلوں میں ایک سو میٹر کی دوڑ، لمبی چھلانگ، کلائی پکڑنا، بوری ریس، بلائنڈ ریس اور ٹیبل ٹینس شامل ہیں۔ اجتماعی کھیلوں میں والی بال، فٹ بال اور رسّہ کشی کے مقابلے شامل تھے۔

❁......نومبر میں سالانہ امتحانات تھے۔ ان کے معاً بعد 27/نومبر 2005ء کو جامعہ کی پہلی سالانہ تقریب ہوئی۔ اسے غانا میں 1st Speech & Prize Giving Day کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس سے قبل جامعہ میں تین سال بعد کسی گروپ کے فارغ ہونے پر ایک تقریب ہوا کرتی تھی مگر اس لحاظ سے کہ علمی ورزشی مقابلوں کے بعد سال کے آخر پر کوئی تقریب ہو، یہ اپنی نوعیت کی پہلی تقریب ہی تھی۔

اس تقریب میں مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا، مکرم مولوی محمد بن صالح صاحب نائب امیر ثانی اور دیگر معزز مہمانوں نے شرکت کی۔

پہلے ایک فٹ بال فائنل میچ ہوا۔ یہ میچ صداقت گروپ اور شجاعت گروپ کے مابین کھیلا گیا۔ میچ بڑا کانٹے دار تھا۔ تاہم دوسرے ہاف میں شجاعت گروپ نے اپنی پھرتی اور مہارت استعمال کرتے ہوئے اوپر تلے دو گول کرکے یہ فائنل جیت لیا۔

اس میچ کے کچھ دیر بعد اس تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ یہ تقریب جامعہ کی گراؤنڈ میں Canopies لگا کر منعقد کی گئی۔ سٹیج پر ایک خوبصورت بینر آویزاں کیا گیا تھا جس پر جلی حروف میں یہ الفاظ درج تھے:

1st Speech & Prize-Giving Day

A.M.M.T.C

Date: 27th Nov. 2005

A.M.M.T.C سے مراد احمدیہ مسلم مشنری ٹریننگ کالج ہے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مدرسۃ الحفظ کے ایک طالبعلم نے کی۔ اس کے بعد جامعہ کے تین طلباء نے کورس کی شکل میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک عربی قصیدہ پڑھا۔ کالج کے سینئر پریفیکٹ Dawuda Sk Cham نے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی۔

جامعہ کے تین طلباء نے اردو نظم "ہمارا خلافت پہ ایمان ہے" مترنم آواز کے ساتھ کورس کی شکل میں پڑھی۔ اس کے بعد مکرم حمید اللہ صاحب ظفر پرنسپل جامعہ احمدیہ غانا نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اپنی رپورٹ میں انہوں نے حاضرین کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ میں مغربی افریقہ کے درج ذیل بارہ ممالک سے آنے والے طلباء زیر تعلیم ہیں:

غانا، سیرالیون، بورکینافاسو، بینن، ٹوگو، گیمبیا، گنی بساؤ، زیمبیا، مالی، سینیگال، آئیوری کوسٹ اور ساؤٹومے پرنسپ (Sao Tome Principe)۔

رپورٹ کے مطابق اس وقت 82 طلباء ہیں جن میں 64 غیرملکی اور 18 غانین ہیں۔ آپ نے یکم مارچ کو مدرسۃ الحفظ کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت 42 طلباء قرآن مجید حفظ کررہے ہیں۔ ان میں سے 40 طلباء غانین ہیں اور 2 کا تعلق بورکینافاسو سے ہے۔

اس کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔ مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم امیر و مشنری انچارج غانا نے دوران سال ہونے والے علمی و ورزشی مقابلوں میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے۔

مجموعی طور پر اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر امانت گروپ کو اول قرار دیا گیا اور اسے ٹرافی دی گئی۔ مکرم امیر صاحب نے اپنی طرف سے اول آنے والے گروپ اور فٹ بال میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے گروپس کو نقد انعامات سے نوازا۔

حفظ کلاس میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء اور ریٹائرڈ ہونے والے پرانے ورکرز کو بھی انعامات دئے گئے۔ جامعہ کے استاذ Osofo Abu Bakar Siddique کو ان کی محنت اور جانفشانی کے باعث خصوصی انعام دیا گیا۔

آخر پر مکرم عبدالوہاب بن آدم امیر و مشنری انچارج غانا نے صدارتی خطاب سے نوازا۔ آپ نے فرمایا:

آخری زمانہ میں آنے والے مصلح کی علامات کے طور پر زمانہ کی بداخلاقی اور بے راہ روی کو بیان کیا گیا ہے۔ آج اس سے بڑھ کر کیا ستم ہوگا کہ ایک مرد، دوسرے مرد سے اور ایک عورت، دوسری عورت سے شادی کرتی ہے۔ اور یہ شادیاں چرچوں میں بشپ صاحبان کی موجودگی میں بجالائی جاتی ہیں۔

آپ نے اس موقع پر جامعہ احمدیہ غانا کی مختصر تاریخ بھی بیان فرمائی۔

آپ نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم اس امر کی ہرگز اجازت نہیں دیتے کہ ہمارے مذہبی ادارے دوسرے سیکولر اداروں سے کمتر ہوں۔ ہمارے مبلغین میں عزت نفس ہونی چاہئے تاکہ وہ سینہ تان کر چل سکیں اور کہہ سکیں کہ ہم اسلام کے چیمپین ہیں۔

آپ نے اپنی پرانی یادیں تازہ کرتے ہوئے بتایا کہ جب مَیں جامعہ احمدیہ ربوہ میں تھا تو وہاں نہ پانی تھا نہ بجلی۔ ہر طرف کلّر ہی کلّر تھا۔ جب ہم اس پر چلتے تو پاؤں کلّر کے اندر دھنستے تھے۔

آپ نے کہا کہ مَیں نہیں سمجھتا کہ غانا کی کسی یونیورسٹی میں آپ کی طرح 12 افریقن ممالک سے تعلق رکھنے والے طلباء اکھٹے زیر تعلیم ہوں۔

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے جامعہ احمدیہ انگلستان سے خطاب کے حوالہ سے فرمایا کہ حضور نے یہ فرمایا تھا: پانچ نمازیں تو عام احمدی کے لئے ہیں آپ نوافل پڑھیں بلکہ تہجد کے لئے بھی بیدار ہوں۔

مکرم امیر صاحب نے فرمایا: آپ کا تعلق مختلف ممالک سے ہے۔ آپ ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ میری نصیحت یہ ہے کہ ہمیشہ نظم وضبط، امن اور اتفاق کے ساتھ اکٹھے رہیں۔

مکرم امیر صاحب نے حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علیؓ کی سیرالیون میں قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب آپ سیرالیون تشریف لے گئے تو جس علاقہ میں گئے وہاں کے لوگوں نے آپ کو اپنے گھروں میں ٹھہرانے سے انکار کردیا۔ آپ جنگل کی طرف نکل گئے اور وہاں رات بسر کی۔ آج یہ وہ علاقے ہیں جہاں احمدیہ سکول بھی ہیں، ہسپتال بھی ہیں اور مخلص احمدیوں کی جماعت بھی۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے جامعہ کے سٹاف کی کوششوں کو سراہا اور اختتامی دعا کروائی۔ اس دعا کے ساتھ یہ سادہ اور پروقار تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ دعا کے بعد جملہ گروپس نے محترم امیر صاحب اور آنے والے مہمانوں کے ساتھ تصاویر کھنچوائیں۔

آخر پر طلباء اور معزز مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمارا یہ سال بخیر وعافیت سے گزرا۔ الحمدللہ

قارئین کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ غانا کے اساتذہ اور طلباء اور تمام کارکنان کو اپنی رضا کے مطابق زیادہ سے زیادہ بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق سے نوازے اور ان کی قلبی وذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشے اور اس ادارہ سے نہ صرف غانا بلکہ افریقہ اور تمام دنیا میں اسلام کے پرامن پیغام کو پھیلانے والے کامیاب اور عالم باعمل مبلغین تیار ہوکر میدان عمل میں آئیں۔

❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

کسی فتنہ کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے

حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک بہت بڑا وصف یہ تھا کہ آپؓ خلافت کے قیام واجراء اور اس کے استحکام کے زبردست حامی تھے۔ آپ نے 1914ء میں منکرین خلافت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور 1956ء میں جب انکار خلافت کے فتنے نے ایک اور شکل میں دوبارہ سر اُٹھایا تو آپ کا ایک مضمون 3/اگست 1956ء کے روزنامہ ''الفضل'' ربوہ میں صفحہ 3 اور 4 پر شائع ہوا۔ آپ کا یہ قیمتی مضمون ماہنامہ ''مصباح'' ربوہ اپریل 2005ء میں مکرّر شائع کیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات 1914ء میں ہوئی اور اس سے قبل جماعت میں فتنہ کی بنیاد رکھی جاچکی تھی۔ مولوی محمد علی صاحب نے حضور کی وفات سے دو تین دن پہلے ایک ٹریکٹ تیار کیا تھا جس کا مقصد تھا کہ جماعت احمدیہ میں کسی امام کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ٹریکٹ غالباً لاہور میں چھپا تھا اور قادیان سے پوسٹ کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ پیغامیوں نے انفرادی طور پر جماعت میں فتنہ پھیلانے کی کوشش بھی شروع کر دی تھی۔ حتیٰ کہ مولوی صدرالدین صاحب جو اس وقت سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے بجائے سکول میں پڑھائی کرانے کے لڑکوں سے بحث مباحثہ کرتے رہتے تھے۔ اس وقت جماعت میں عجیب ہیجان برپا تھا اور فتنہ ہر شخص کو آنکھوں کے سامنے نظر آرہا تھا۔

حضورؓ کی بیماری جب زیادہ ہونا شروع ہوگئی تو ڈاکٹروں نے رائے دی کہ حضورؓ کو اپنے مکان سے نکال کر کسی کھلی جگہ رکھا جائے۔ اس پر مولوی صدر الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے اپنے دیگر دوستوں کے مشورہ سے طے کیا کہ حضورؓ کو ہائی سکول کے بورڈنگ کی اوپر کی منزل میں لے جایا جائے اور اس کے لئے بعض تبدیلیاں بھی عمارت میں کرادیں۔ اس کی سیڑھیاں گول تھیں اور حضور بیٹھنے کے بھی قابل نہیں تھے اس لئے انہوں نے ڈائننگ ہال کی میزوں کو اوپر نیچے رکھ کر ایک اڈہ سا بنایا کہ حضورؓ کی چارپائی کو چار آدمی اٹھا کر اُس کے ذریعہ اوپر لے جائیں اور نیچے بٹھائے گئے پہرہ دار صرف ان آدمیوں کو اوپر جانے کی اجازت دیں جن کو ڈاکٹر (یعنی ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب اور مرزا یعقوب بیگ صاحب) پسند کریں۔ اول تو حضورؓ کی چارپائی کو ان میزوں کے اوپر درجہ بدرجہ اٹھا کر لے جانا ایسی خطرناک بات تھی کہ اگر ایک آدمی کا ہاتھ بھی پھسل جاتا تو...... پھر عام لوگوں کو جو پیغامیوں کے خیال میں مناسب نہ ہوں وہاں جانے کی اجازت نہ دی جاتی تھی۔ نیز اس جگہ کھانا پکانے کا بھی انتظام نہ تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت تشویش پیدا ہوئی اور مَیں نے اس کا ذکر اخی المکرم عزیزم میاں عبداللہ خاں صاحبؓ سے کیا۔

کھانے کا انتظام تو پہلے ہی حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے گھر میں ہوچکا تھا۔ رہائش کے لئے مَیں نے اور میاں عبداللہ خان صاحبؓ نے مشورہ کیا کہ نواب صاحبؓ کو تاکید کیا جائے کہ وہ حضورؓ کو دعوت دیں کہ آپؓ کی کوٹھی پر تشریف لے جائیں۔ وہ کھلی جگہ تھی باغ تھا۔ چارپائی اندر اور باہر حسب ضرورت نکالی جاسکتی تھی اور ایسے لوگوں کا وہاں ساتھ تھا جن سے آپ کی طبیعت بہل سکتی تھی۔ چنانچہ اس امر کو حضور نے بڑی خوشی سے منظور کرلیا اور اس خبر کے سننے سے آپ کی طبیعت میں نشاط پیدا ہوگیا۔ جب حضورؓ کو لے جانے لگے تو مَیں بھی ساتھ تھا۔

گھر سے چلنے کے بعد پہلی دفعہ چارپائی بورڈنگ کے سامنے (جہاں میزوں کا اڈہ بنا ہوا تھا) روکی گئی۔ مجھے اس بات کا یقینی پتہ لگا کہ اُن لوگوں کی رائے تھی کہ اس آخری وقت میں چارپائی روک کر کسی ترکیب سے حضورؓ کو اسی جگہ رکھ لیا جائے۔ جس وقت ایک لمبا فاصلہ طے کرکے چارپائی وہاں ٹھہری جہاں اس کے ٹھہرانے کی وجہ کوئی نہیں تھی کیونکہ ڈیڑھ سو گز پر نواب صاحبؓ کی کوٹھی رہ جاتی تھی۔ جب چارپائی وہاں روکی گئی تو حضورؓ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو حسرت سے فرمایا کہ: ''ہیں یہ اس جگہ مجھے لا رہے ہیں؟''۔

اس پر مَیں نے فوراً اونچی آواز سے کہا کہ ''حضور! یہ صرف چلنے والوں کو آرام دینے کے لئے کیا ہے ورنہ ویسے آپ نواب صاحب کی کوٹھی پر ہی جا رہے ہیں''۔ میری بات سن کر حضور کو اطمینان ہوگیا اور پھر ہم چارپائی لے کر آگے چل پڑے۔ میرا اونچی آواز سے بولنے کا مقصد یہی تھا کہ اگر کسی کا خفیہ ارادہ ہو کہ آپ کو بورڈنگ میں لے جایا جائے تو وہ بھی دب جائے۔

حضورؓ کو نواب صاحبؓ کی کوٹھی کے باہر کے شمالی کمرہ میں رکھا گیا۔ باقی بیرونی سارے کمرے مہمانوں کے لئے خالی کرادئے گئے۔ کافی جگہ تھی جس سے سب لوگوں کو آرام وسکون ملا۔ نواب صاحب کے گھر سے صرف حضورؓ کے لئے ہی نہیں بلکہ باقی سارے خاندان اور سارے مہمانوں کے لئے کھانا پک کر آتا رہا اور آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔

حضورؓ نے وصیت فرمائی کہ آپ کے بعد ان کا ایک جانشین ہو اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے یہ وصیت مولوی محمد علی صاحب مرحوم سے پڑھوائی گئی۔ حضورؓ کو چونکہ اس بات کا علم تھا کہ یہ لوگ خلافت کے مخالف ہیں۔ اس لئے اونچی آواز سے ان سے یہ وصیت پڑھوائی تا کہ انہیں کوئی بہانہ بعد میں ہاتھ نہ آئے۔ لیکن بہانہ کرنے والوں نے بہانہ کیا۔

میرا مقصد اس مضمون سے ایک دعا کا ذکر کرنا ہے۔ حضورؓ کی وفات جمعہ کے روز ہوئی۔ مَیں جمعہ کے بعد جلدی جلدی چل پڑا کہ حضورؓ کی طبیعت معلوم کروں کہ راستہ میں ہی حضورؓ کی وفات کی اطلاع مل گئی۔ مَیں نے اس وقت بغیر کچھ سوچنے کے تیزی کے ساتھ بھاگنا شروع کیا۔ لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ حضورؓ تو وفات پاچکے ہیں، بھاگنے سے کیا فائدہ۔ جماعت کے حالات بہت منتشر حالت میں ہوگئے ہیں۔ مَیں کھڑا ہوگیا اور بڑے الحاح کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ الٰہی! حضورؓ تو فوت ہوگئے ہیں، اب جماعت کو فتنوں سے محفوظ رکھنا۔ مَیں کافی عرصہ تک ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا رہا اور پھر آہستہ آہستہ نواب صاحبؓ کے مکان کی طرف چل پڑا۔ اس دعا کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے ہمارے سب خاندان کو ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھا حتیٰ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا انتخاب ہوگیا۔

میرا یہ چند سطور لکھنے سے یہ مقصد ہے کہ حقیقت میں دعا ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے انسان مصائب تکلیفوں اور فتنوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اس وقت یہ فتنہ ایک اور شکل میں کھڑا ہوا ہے۔ ہر شخص دعاؤں میں لگ جائے صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ اپنے بیوی بچوں کو خاص طور پر اور اپنی جماعت کے ہر فرد کو عموماً اس میں شامل کرے۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا فتنہ ہے اور ایک ادنیٰ درجہ کا ذلیل آدمی اس کا پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ اس کے خلاف حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اس شدومد سے مخالفت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ فتنے ہمیشہ ابتداءً چھوٹے ہی ہوا کرتے ہیں اور اگر وقت پر ان کو نہ سنبھالا جائے تو اتنے پھیل جاتے ہیں کہ پھر کسی انسان کے بس کی بات نہیں رہتی۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں فتنہ کی ابتدائی حالت یہی تھی کہ بعض لوگوں نے آپ کے بعض عاملوں کے اوپر الزام دیئے۔ یہ ظاہراً طور پر ایک چھوٹی سی بات نظر آتی تھی لیکن فتنہ پھیلانے والے ایک سکیم کے ماتحت کام کر رہے تھے جس کا انجام خلیفۂ ثالث کی شہادت پر ہوا۔ کسی فتنہ کو کبھی چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے خصوصاً جب کہ مرکز اس کو اہمیت دیتا ہو کیونکہ مرکز میں ایسے حالات پہنچتے ہیں جس کا عام جماعت کو پتہ بھی نہیں ہوتا۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ منافق جو اپنے آپ کو ہماری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے مگر باہر سے مدد کرنے والے کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ اس لئے آپ دعا کریں اور پھر دعا کریں تا کہ خدا تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اس سے کلیتہً محفوظ رکھے۔ اس فتنہ سے بھی اور اگر خدا تعالیٰ کی تقدیر میں اور فتنے بھی ہوں تو ان سے بھی۔

محترم چودھری بشیر احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 14 مارچ 2005ء میں مکرم عبدالباسط بٹ صاحب نے محترم چودھری بشیر احمد صاحب سابق امیر ضلع شیخوپورہ کا ذکر خیر کیا ہے۔

جب حضرت چوہدری انور حسین صاحب بیمار ہوگئے تو بہت سی ذمہ داری مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کے کندھوں پر آن پڑی۔ مَیں نے دیکھا کہ ہر فرد جماعت کے ساتھ چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم کا ایک محبت بھرا انداز تھا۔ جماعتی معاملات کو گہری سوچ اور انتہائی توجہ کے ساتھ حل کرتے اور اپنے ذاتی مراسم کو جماعت کے حق میں استعمال کرتے۔ جس طرح حضرت چوہدری انور حسین صاحب کی زندگی خلافت سے محبت، خلفاء سلسلہ سے عقیدت اور نظام جماعت کی اطاعت سے بھری پڑی ہے، یہی خصوصیات ان کے اکلوتے فرزند میں بھی نظر آتی ہیں۔ اُن کی وفات پر آپ کا انتخاب بھی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے۔ آپ کے دَور میں تحریک جدید اور وقف جدید میں ضلع شیخوپورہ نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ آپ احمدی بچوں کو کھیلوں کی طرف راغب کرتے، کھیلوں کا سامان مہیا کرتے اور کھیل بہتر بنانے کے لئے کئی گُر بتاتے۔ مرکز سلسلہ میں مرکزی مجلس صحت کے بھی ممبر بھی تھے۔ بچوں کے لئے بسکٹ ٹافیاں پاس رکھتے۔ ایک ماہر شکاری تھے اور شکار کا شوق رکھتے تھے اور شکار کے علاقہ جات سے گہری معلومات رکھتے تھے۔ ملنسار اور ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ ہر روز اپنے فارم پر ضرور جاتے جہاں مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والوں کے علاوہ سیاسی شخصیات بھی مشورہ کے لئے آیا کرتیں۔

آپ 1970ء میں اپنے علاقہ سے ممبر پنجاب اسمبلی منتخب ہوئے تھے۔ ایک نافع الناس وجود تھے جس سے تمام لوگ بلاتفریق مذہب مستفیض ہوتے۔ چنانچہ آپ کی وفات پر بے شمار لوگ اُن پر آپ کے احسانات کو یاد کرکے آبدیدہ تھے اور کئی بے اختیار کہہ رہے تھے کہ ایک صاف بے باک اور باکردار شخص کی جدائی سے ہمارا علاقہ یتیم ہوگیا ہے۔

اعزاز: مکرم طارق احمد قمر صاحب ابن مکرم عبدالحمید مومن صاحب درویش قادیان نے گورونانک دیو یونیورسٹی پنجاب سے ایم۔اے اردو میں اوّل آکر سرٹیفکیٹ، سکالرشپ اور میڈل حاصل کیا ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13 مئی 2005ء کی زینت محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب ہدیہ قارئین ہے:

دل مرا زخموں سے تھا چھلنی ہوا
سینہ تھا سوزِ نہاں سے تپ رہا
کر رہی تھی اس سے عرضِ مدّعا
تب ندا آئی مجھے وقتِ دُعا
''نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز''
میری ساری لغزشوں کے باوجود
نفس کی سب خامیوں کے باوجود
خود سری کی عادتوں کے باوجود
کجروی کی حالتوں کے باوجود
کر رہا ہے وہ نگہبانی ہنوز

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 13 | Friday March 24, 2006 | Issue No. 12

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاریخی دورۂ بھارت کی مختصر جھلکیاں

پریس میڈیا کے نمائندگان سے ملاقات، پریس کانفرنس، حلقہ نور اور حلقہ مسجد مبارک کے گھروں کا وزٹ، تقریب آمین، فیملی وانفرادی ملاقاتیں، قادیان دارالامان سے واپسی کا سفر، اخبارات میں کوریج، غیاث الدین تغلق کے مقبرہ کا وزٹ۔

مسجد فضل لندن میں ورودِ مسعود

(قادیان دارالامان اور دہلی میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

14/جنوری 2006ء بروز ہفتہ:

صبح چھ بجکر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

فیملی وانفرادی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق دس بجے صبح انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ بنگلہ دیش کے علاوہ ہندوستان کی 31 جماعتوں آسنور، گجرات، Chintakunta، Kardapal، Koreyl، رشی نگر، Pankal، آگرہ، حیدرآباد، کرناٹک، Kanareddy، Murshiabad، Rath، ناصر آباد، Shorat، کیرنگ، ہریانہ، Pathanature، Jind، لکھنو، راجوری، جمشید پور، Ranchi، Hamoosan، Sholapur، Hariparigan، Pengadi، جموں اور کالیکٹ سے آنے والے دوصد پچاس احباب نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور تصاویر بھی بنوائیں۔ احباب جماعت سے انفرادی ملاقاتوں کا یہ پروگرام گیارہ بجے تک جاری رہا۔

قادیان اور مضافات سے غیر مسلم مہمانوں سے ملاقات

اس کے بعد قادیان، گورداسپور، بٹالہ، امرتسر، بیاس، رُڑکی اور مضافات قادیان سے حضور انور کی ملاقات کے لئے آنے والے غیر مسلم مہمانوں نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان مہمانوں اور فیملیز کے ممبران کی مجموعی تعداد دوصد سے زائد تھی۔ ان مہمانوں میں ڈاکٹر سدرشن لال پرنسپل ماتا گجری کالج بلونڈہ، ڈاکٹر سکھد یو سنگھ 16ویں نسل بابا نانک دیو جی چولہ صاحب اپنے خاندان کے ساتھ آئے، پرم جیت کور صاحب پروفیسر سکھ نیشنل کالج اپنی والدہ کے ساتھ آئے۔ سنجیو کمار صاحب SHO جو اپنی فیملی کے ساتھ آئے شامل ہیں۔ اسی طرح مذہبی وسیاسی حلقوں اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے یہ مہمان اپنی فیملیوں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

غیر مسلم مہمانوں کے ساتھ ملاقات کا یہ پروگرام ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہا۔ ان تمام مہمانوں نے حضور انور سے مل کر بہت خوشی کا اظہار کیا اور حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔

پریس میڈیا سے ملاقات

غیر مسلم مہمانوں سے ملاقات کے پروگرام کے بعد پریس اور میڈیا کے درج ذیل نمائندگان نے حضور انور سے ملاقات کی۔

۱۔ نمائندہ اخبار ہند سماچار۔ جالندھر ۲۔ اخبار اُمر اجالہ۔ جالندھر ۳۔ نمائندہ اخبار پنجاب کیسری ۴۔ اخبار اتم مندو۔ جالندھر ۵۔ نمائندہ اخبار جگ بانی۔ جالندھر ۶۔ اخبار دینک جاگرن۔ جالندھر ۷۔ نمائندہ اخبار ڈیلی اجیت۔ جالندھر ۸۔ سپوکس مین۔ جالندھر ۹۔ نمائندہ اخبار اجیت سماچار۔ جالندھر ۱۰۔ آج دی آواز۔ جالندھر ۱۱۔ اخبار اکالی پتریکہ۔ جالندھر ۱۲۔ نمائندہ ذی نیو (نیوز چینل) دہلی ۱۳۔ نمائندہ پنجابی ٹریبیون۔ چندی گڑھ ۱۴۔ ایلفا نیوز (نیوز چینل) دہلی ۱۵۔ پنجاب ٹوڈے (نیوز چینل) دہلی ۱۶۔ این ڈی ٹی وی (نیوز چینل) دہلی ۱۷۔ اے این آئی۔ نیوز ایجنسی ۱۸۔ نمائندہ آل انڈیا ریڈیو ۱۹۔ نمائندہ بھاٹیہ سٹی کیبل۔

حضور انور کی پریس کانفرنس

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان نمائندگان کے سولات کے جوابات دیئے۔ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہم سچے مسلمان ہیں۔ ہم اسلام کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہیں اور اسلام کو کسی چیز سے خطرہ نہیں ہے۔ ہم مسلمان ہیں اس کے لئے ہمیں کسی کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ جماعت کے وفات پانے والے خلفاء اور کچھ دوسری شخصیتیں اس وقت پاکستان میں امانتاً دفن ہیں ان کو قادیان کی زمین پر دفنایا جائے گا۔ یہ کام دونوں ملکوں کے حکام کے تعاون سے ہی ممکن ہوسکتا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہم اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ اگر کوئی ہمیں غیر مسلم کہتا ہے تو ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ حضور انور نے بتایا کہ پاکستان میں ہمارے خلاف عجیب طرح کے قانون بنائے گئے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا۔ کہ دونوں ممالک کے تعلقات بہتر ہونے کی وجہ سے ترقی کی رفتار تیز ہوگی اور اس خطے میں امن کا ماحول قائم ہوگا۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ دونوں ممالک سمجھوتوں کے مطابق جموں وکشمیر کے تنازعہ کا حل ڈھونڈیں تو معاملہ بڑی آسانی سے حل ہوسکتا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا اسلام اصل میں امن اور شانتی کا مذہب ہے۔ اگر کوئی انسان اسلام کو خطرہ ہونے کی بات کر کے دہشت گردی کی کاروائی کرتا ہے تو وہ غلط ہے۔ حضور انور نے فرمایا ایک دوسرے کی عزّت کرنے سے آپس میں پیار محبت اور بھائی چارے کو بڑھاوا ملے گا۔

حضور انور نے آخر پر ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ قادیان انشاء اللہ ایک دن ہندوستان کا ترقی یافتہ شہر بن کر ابھرے گا۔

پریس اور میڈیا کے نمائندگان کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات اور پریس کانفرنس ایک بجکر دس منٹ تک جاری رہی۔

پریس اور میڈیا کے نمائندگان سے ملاقات کے بعد سوا ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک تشریف لاکر ظہر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

تقریب آمین

نمازوں کی ادائیگی کے بعد تقریب آمین ہوئی جس میں 29 بچے اور 25 بچیاں شامل ہوئیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری تمام بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور آخر پر دعا کروائی۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

ساڑھے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ دارالمسیح سے باہر تشریف لائے اور ازراہ شفقت حلقہ نور کے درج ذیل گھروں میں تشریف لے گئے۔

حلقہ نور کے گھروں کا وزٹ

عبدالحفیظ صاحب۔ مظہر احمد درویش صاحب۔ شکیل احمد طاہر صاحب۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش مرحوم۔ حضور انور ازراہ شفقت مکرم بدرالدین صاحب عامل درویش کی دکان پر بھی تشریف لے گئے۔ خواجہ عبدالستار صاحب درویش۔ ڈاکٹر پرویز صاحب۔ بشیر احمد درویش صاحب مرحوم۔ ماسٹر الیاس صاحب درویش۔ رفیق سندھی صاحب۔ شیخ عبدالقدیر صاحب درویش۔ مشرق علی صاحب۔ عبداللہ جلال الدین صاحب۔ نعیم احمد ناصر صاحب۔ محبوب امروہی صاحب۔ مستفیض امروہی صاحب۔ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب درویش۔ حضور انور ازراہ شفقت نعیم احمد ناصر صاحب کی دکان پر بھی تشریف لے گئے۔ مولوی عنایت اللہ صاحب۔ مولوی یوسف انور صاحب۔ خواجہ دین محمد صاحب درویش مرحوم۔ گیانی عبدالحفیظ صاحب۔ گیانی عبداللطیف صاحب درویش۔ قاضی مبارک احمد صاحب۔ قاضی شاہد احمد صاحب۔ بہادر خان صاحب درویش مرحوم۔ طارق احمد خان صاحب۔ رفیق احمد خان صاحب۔ دلاور احمد خان صاحب۔ ملک نذیر احمد صاحب پشاوری درویش مرحوم۔ مرزا اقبال صاحب درویش۔ بشیر احمد پونچھی صاحب۔ یونس اسلم صاحب۔ چوہدری سعید احمد صاحب درویش مرحوم۔ منظور احمد صاحب درویش مرحوم۔ ملک فاروق احمد صاحب۔ چوہدری مسعود احمد صاحب۔ محمد احمد کالا افغان صاحب درویش۔ منصور احمد صاحب کالا افغان۔ محمد موسیٰ صاحب درویش۔ مقبول احمد صاحب کشمیری۔ سید شہامت علی صاحب درویش۔ عبداللطیف صاحب۔ بشیر صاحب کالا افغان درویش۔ محمد موسیٰ صاحب۔ خاں فضل الٰہی صاحب درویش۔ عبدالمومن بنگالی صاحب مرحوم۔ زین الدین صاحب حامد۔ شعیب احمد صاحب۔ مظفر احمد ننگلی صاحب۔ رشید الدین صاحب پاشا۔ مولانا حمید الدین صاحب مرحوم۔ وحید الدین شمس صاحب۔ راشد خطاب صاحب۔ عزیز شیخوپوری صاحب۔ محمد اعظم صاحب۔ محمد موسیٰ گجراتی صاحب۔ عبدالقیوم ٹیلر صاحب۔ مبارک احمد صاحب۔ عبدالباسط صاحب بنگالی۔ بشریٰ پربھارکر صاحبہ بنت خورشید احمد صاحب درویش۔ مبشر احمد طاہر صاحب۔ مظفر عالم صاحب۔ عبدالحمید ٹاک صاحب۔ قاضی فصیح الدین صاحب بنگالی۔ مستری ممتاز صاحب۔ غلام محمد صاحب۔ عارف ربّانی صاحب۔ بلال احمد رضوی صاحب۔ سعادت احمد جاوید صاحب۔ یوسف صاحب۔ اسماعیل طاہر صاحب۔ عمران احمد صاحب۔ ظفر اللہ صاحب۔ فرید احمد صاحب۔ اشرف احمد صاحب۔ بیت

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں